ضمیمہ ریویو جنوری ۱۹۳۱ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

اُردو رسالہ

کی

اُنتیسویں (۲۹) جلد کے مضامین

کی

فہرست

بابت سنہ ۱۹۳۰ء

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین۔ اکمل

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپکر قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِسلام کی تائید میں

مذہب اور سائنس ۱/۲۸ و ۱۲۱/۱۳۹ و ۲۸۹/۳۱۳

اِسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں یوروپی مصنفین ۳۸/۳۹ و ۱۱۱/۱۱۲ و ۱۴۵/۱۵۱ و ۳۸۸/۳۹۲

روزہ اور مرض ۴۱/۴۶

عصمتِ انبیاءؑ ۴۷/۵۸

تکبّر کی مذمّت ۵۸/۶۴

اِسلامی پردہ ۶۵/۷۳

غلاموں کا رستگار ۱۹۱/۲۰۰ و ۲۵۷/۲۶۳

اسلام کی ترقی میں عورت کا ہاتھ ۲۰۱/۲۲۳

حضرت رسول کریمؐ اور آپ کے اہلبیت ۲۲۴/۲۳۰

ولادت نبویؐ کی صحیح تاریخ ۲۶۳/۲۶۴

اسلام کے احسانات ہندوستان پر ۲۸۱/۲۸۸ و ۳۲۱/۳۲۷

ہمارا خانہ کعبہ ۳۱۴/۳۱۷

قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں ۳۳۷/۳۴۸

عفریت من الجن سے کیا مراد ہے ۳۴۹/۳۵۶

شراب نوشی کا تمدن اور اخلاق پر اثر ۳۶۱/۳۷۵

اسلام اور مغربی عورت ۳۷۶/۳۸۴

اسلام اور طلاق ۳۸۵/۳۸۷

میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے؟ ۴۰۱/۴۱۳

پُل صراط کی حقیقت ۴۱۳/۴۱۷

عرفان آلہی و محبت باللہ ۴۲۹/۴۴۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کی تائید میں

دنیا ایک مصلح اعظم کے لئے بے تاب — انذاری پیشگوئیوں میں تخلّف ۷۴/۷۵

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی ۷۵/۷۹

مسئلہ میراثِ مسیح موعودؑ ۷۹/۸۱

آیت استخلاف اور مسیح موعودؑ ۱۰۵/۱۱۰

ندائے ایمان ۱۱۳/۱۱۵

آنحضرت صلعم کیونکر خاتم النبیینؐ ہوئے

انعمت علیہم میں کونسے انعامات مراد ہیں ۲۶۵/۲۸۰

منہاج الطالبین ۳۲۷/۳۳۶

نشانِ کسوف وخسوف ۳۵۶/۳۶۰

الحجّۃ البیضاء فی المعراج والاسراء ۴۴۱/۴۹۶

عیسائیت کے متعلق

عیسائیوں سے ہمارے بیس۲۰ مطالبات ۲۹/۳۵

انجیلی تعلیمات ۸۹/۱۰۳ و ۱۶۷/۱۷۴ و ۲۴۹/۲۵۶ و ۴۱۸/۴۲۹

عقیدۂ تثلیث کے متعلق پانچ لاجواب سوال ۱۶۱/۱۶۶

محرّف مبدّل انجیل ۲۳۱/۲۳۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریوں کے متعلق

شدھی یا تبلیغ کا حق آریوں کو ہے یا مسلمانوں کو؟ ۱۷۶/۱۸۳

متفرقات

شذرات ۸۱/۸۸ و ۲۳۷/۲۴۰ و ۲۴۱/۲۴۸ و ۳۹۲/۴۰۰

بنی اسرائیل اور مصر کی وراثت ۱۱۶/۱۲۰

زیانسٹ تحریک ۱۳۹/۱۴۲

یونیورسل ریلجن پیس کانفرنس ۱۴۲/۱۴۵

زمانہ حاضرہ کے نو عجائبات ۱۵۲/۱۵۴

ہدایات کا نچوڑ ۱۸۳/۱۸۵

حفاظت ریش احادیث رسولؐ ۱۸۵/۱۹۱

لاطینی اور فارسی رسم الخط۔ ۳۱۸/۳۲۰

ممالک غربیہ میں مسلم آبادی ۳۵۴/۳۵۶

گوشوارہ صدر انجمن احمدیہ - ٹائیٹل پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم الله الرحمن الرحیم

لا اله الا الله محمد رسول الله

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله

عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

اردو رسالہ ریویو آف ریلیجنز

نمبر ۱ ۔ ۵ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء ۔ ۴ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۸ھ ۔ جلد ۲۹

ایڈیٹر: محمد ظہور الدین اکمل
قادیان

ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو

مقام اشاعت

قادیان دار الامان
پنجاب

سے شایع ہوتا ہے

چندہ

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپیہ اور ہندوستان سے باہر ۔ مستورات طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	
مذہب اور سائینس	۱-۲۹	لیکچر حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ
عیسائیوں سے ہمارے بتیس مطالبات	۲۹-۳۵	نوشتہ ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خاں صاحب افریقہ۔
دنیا ایک مصلح کیلئے بے تاب	۳۵-۳۷	صوبیدار غلام حسین صاحب بھوجھال کلاں
اسلام اور یوروپی مصنفین		ماخوذ
تعلیم نبوی ؐ علم الصرف	۳۷-۴۰	

ریویو بابت ماہ فروری وی پی ہوگا

جن خریداران ریویو نے دو بار وی پی انکاری کیئے تھے ان کے نام تیسری بار ماہ دسمبر میں وی پی کیئے گئے۔ افسوس کہ دو سو (۲۰۰) میں سے ڈیڑھ سو (۱۵۰) اصحاب نے وی پی پھر بھی واپس کر دیئے۔ حالانکہ سال بھر رسالہ ٹھیک وقت پر چھپکر ان کے پاس پہنچتا رہا۔ افسوس ہے کہ ایسے معاملہ کی وجہ سے رسالہ کا فنڈ بارہ سو روپیہ کا مقروض ہو چکا ہے۔

اب ۱۹۳۰ء کی پیشگی قیمت وصول کرنے کے لئے ماہ فروری کا رسالہ سب خریداران ریویو کے نام وی پی ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے خوش معاملہ احباب وصول فرماکر ہمیں اس قابل بنا دینگے کہ ایک سال تک اطمینان سے ان کی خدمت میں وقت پر مفید ملّت ٹھوس علمی مضامین کا مجموعہ پہنچاتے رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خواہش تو یہ ہے کہ رسالہ ریویو کا خریدار دس ہزار ہو۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ رسالہ کے خریدار ایک ہزار بھی نہ ہوں اور جو ہوں ان میں سے بھی نصف چندہ تک ادا نہ کریں یہ حالات حد درجے تاسف ناک ہیں۔ وہ وقت کب آئیگا جب آپ لوگ اپنے فرض کو پہچانتے ہوئے ہمیں بار بار اصرار و تکرار پر مجبور نہ فرمائینگے ؛

(مینجر)

لغات القرآن
ریاض القرآن

تمام الفاظ قرآن مع حوالہ و معانی اس کتاب میں جمع کر دئے گئے ہیں۔ بہت مفید اور کار آمد ہے۔ قیمت بلا جلد دو روپے مجلد دو روپے آٹھ آنہ ؛

ملنے کا پتہ :۔ شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب کشمیری بازار۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مذہب اور سائنس

پیارے آقا! سیدنا و امامنا! امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے { انٹر ڈومنیشن کی } موخہ ۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو بروز جمعرات ۔ سائنس سوسائٹی اسلامیہ کالج، لاہور کی دعوت پر زیر صدارت علامہ سر محمد اقبال حبیبیہ ہال میں "مذہب اور سائنس" کے موضوع پر ایک بے نظیر تقریر دلپذیر فرمائی تھی جو شام ۷½ بجے سے پونے دس بجے رات تک جاری رہی۔

عاجز نے اپنے ذوق اور معمول کے مطابق حضور کی تقریر کے مختصر نوٹ لئے تھے۔ جن کی مدد سے عاجز نے مضمون کو مکمل کر کے اگست ۱۹۲۸ء میں نظر ثانی کیلئے حضرت اقدس کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ جو افسوس! کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کسی طرح گم ہو گیا۔ جس سے عاجز کو بہت صدمہ ہوا۔ آج پھر اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے۔ نیز اس خیال سے کہ اگر عاجز نے اس مضمون کو شائع نہ کروایا۔ تو یہ علمی امانت میں ایک قسم کی خیانت ہو گی۔ اور ایک عالم اس بے نظیر موتیوں اور نہایت قیمتی علمی جواہرات کے خزینہ سے فائدہ اٹھانے سے عاجز کی سستی کی وجہ سے محروم رہ جائیگا۔ عاجز نے اس مضمون کو دوبارہ قلمبند کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ (واللہ الموفق)

عاجز نے نہایت مختصر نوٹ اپنے علم میں اضافہ کے لئے لئے تھے۔ کیونکہ مجھے یہ علم نہ تھا کہ میاں نذیر احمد صاحب کی وفات کے بعد عاجز پر اس امانت کی واپسی کی ذمہ واری عائد ہو گی۔ اب ان نوٹوں کی مدد سے اپنے علم اور فہم اور یادداشت کے مطابق مضمون تیار کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ پس یہ مضمون حضور کی تقریر کا ایک ادنیٰ خلاصہ ہے۔ نیز یہ حضور کی نظر ثانی کے بغیر شائع ہو رہا ہے۔ اسلئے اسکی تشریحات میں اگر کوئی علمی یا ادبی غلطی نظر آئے تو وہ عاجز کے علم اور فہم کا قصور سمجھا جائے۔ مگر جو حقائق و معارف سے پُر اصولی امور ہوں۔ وہ حضرت اقدس کی طرف منسوب کیے جائیں ۔ (خاکسار چوہدری محمد شاہنواز ایم۔بی۔بی۔ایس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

تمہید

جیسا کہ اشتہار میں شائع کیا گیا ہے۔ مَیں آج اس مجلس میں مذہب اور سائنس کے متعلق کچھ بیان کرونگا۔ بادی النظر میں اس بحث کے لئے ایک ایسے آدمی کا کھڑا ہونا زیادہ مناسب ہوتا۔ جو ان دونو علوم کے متعلق کامل واقفیت رکھتا ہو اور انکا ماہر ہو۔ لیکن مَیں چونکہ اپنی عمر کے بیشتر حصہ کو اور اوقات میں سے اکثر وقت کو مذہب کی تحقیق میں صرف کرتا رہا ہوں۔ گو سائنس کے متعلق باریک مطالعہ کی فرصت مجھے نہیں ملی اور نہ ہی مجھے اس کا ملنا ایسے رنگ میں ممکن ہے جو فن کا ماہر ہونے کے لئے ضروری ہے۔ مگر بحث جو کرنی ہے وہ چونکہ اصول کے متعلق ہے۔ اور اصولی بحث کے لئے زیادہ ماہر فن کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی جزئیات کا واقف ہونا اسکے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اسلئے مَیں نے یہ مضمون تقریر کے لئے چنا ہے +

مذہب اور سائنس میں تصادم

مذہب اور سائنس کا مقابلہ پرانا چلا آرہا ہے۔ اور ان دونو میں تصادم آج کا نہیں بلکہ بہت مدت کا سمجھا جاتا ہے۔ انسانی ترقی کے مختلف دوروں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصادم ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ سائنس دانوں کو مذہب کے حامیوں نے جادوگر کہا۔ ان پر سختی کی۔ طرح طرح کے ظلم کئے۔ اور بعض کو بے رحمی سے جلایا گیا۔ یہ سب واقعات سائنس کی تاریخ جاننے والوں پر بخوبی روشن ہیں۔ اسی طرح یہ حقیقت بھی مذاہب کی تاریخ کے مطالعہ سے پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ سائنسدان اور فلسفی بھی ہمیشہ سے مذاہب کے بانیوں کو پاگل اور مجنون کہتے چلے آئے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ مقابلہ کیوں ہے۔ کیا اس تصادم کی کوئی معقول وجہ ہے۔ کیا مذہب واقعی سائنس کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ کیا سائنس کے نئے انکشافات واقعی مذہب کی تعلیم سے ٹکراتے ہیں۔ اسکے فیصلہ کی آسان ترکیب یہ ہے۔ کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ مذہب اور سائنس میں حقیقی تصادم ہے یا نہیں۔ اسکے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ دونو کی تعریف کی جائے۔ یعنی مذہب کس کو کہتے ہیں اور سائنس کس کا نام ہے۔ تاکہ دونو کا حلقہ الگ الگ ہو جائے۔ اور لفظی نزاع کا امکان دور ہو جائے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہوتے ہیں۔ دونو کا نقطۂ نگاہ ایک ہوتا ہے۔ مگر الفاظ کی غلطی سے ٹھوکر لگ رہی ہوتی ہے۔ حضرت مولانا روم نے اپنی مثنوی میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ چار شخص کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ جن کی قومیت اور زبان مختلف تھی۔ راستے میں انہوں نے کھانے کے لئے کچھ خریدنا چاہا۔ ایک معمولی رقم اکٹھی کی گئی۔ اور مشورہ ہوا کہ کیا خریدا جائے۔ ایک نے کہا مَیں منقیٰ کھانا چاہتا ہوں۔ دوسرے نے کہا مَیں تو "عنب" کو پسند کرتا ہوں۔ تیسرا بولا مجھے تو انگور بہت مرغوب ہے۔ اور چوتھا کہنے لگا ہم کو تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داغ بہت بھاتی ہے۔ پس اختلاف رائے کی وجہ سے ان میں جھگڑا شروع ہوگیا۔ ایک شخص جو پاس سے گزر رہا تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ یہ جھگڑا تو بے معنی ہے اور اس کا فیصلہ بھی بہت آسان ہے۔ کیونکہ چیز ایک ہی ہے اور محض لفظی نزاع اور زبان کے اختلاف کی وجہ سے یہ لڑ رہے ہیں۔ پس اس نے نقدی لیکر انکو بازار سے انگور لا دیا۔ جھگڑا ختم ہوگیا۔ سب نے اپنی حسب پسند چیز کھا لی۔ اور راہرو کی عقلمندی کی داد دی۔

پس معلوم ہوا کہ بعض دفعہ دو چیزوں میں حقیقی تصادم نہیں ہوتا۔ کیونکہ چیز ایک ہی ہوتی ہے اور محض الفاظ کے اختلاف کی وجہ سے ٹکراؤ معلوم ہوتا ہے۔

مذہب اور سائنس کے مقابلہ کی حقیقت واضح کرنے کے لئے میں اب دونو کی تعریف بتا دیتا ہوں :-

مذہب کی تعریف

مذہب کی اصولی تعریف یہ ہے "خدا تعالیٰ سے ملنے کا وہ راستہ جو اس نے خود الہام کے ذریعے دنیا کو بتایا ہو" عربی زبان میں مذہب کے معنی بھی راستہ کے ہیں اور دین کے معنی ہیں "طریقہ"۔

سائنس کی تعریف

سائنس کی اصولی تعریف یہ ہے۔ "وہ علوم جو منظم اصولوں کے ماتحت ظاہر ہوں۔ جن میں مادی حقائق اور ظاہری صداقتوں سے استدلال کیا گیا ہو۔ اور ان کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر ہو" یعنی سائنس میں صحیح استدلال سے بعض حقائق معلوم کیئے جاتے ہیں۔

اب بتاؤ اس تعریف کے ماتحت کیا ان دونو میں تصادم ممکن ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں اس تعریف کے ماتحت، اس لئے کہتا ہوں کہ یہی تعریف مذہب کی ہے۔ ورنہ اسکے علاوہ اگر کوئی اور تعریف مذہب کی کیجائے تو وہ سائنس سے جدا نہ ہو سکیگا۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ مذہب انسان کے دماغ کی ایک ارتقائی حالت کا نام ہے۔ جس پر پہنچ کر بعض انسان علمی ارتقا کی وجہ سے بعض ایسے حقائق معلوم کر لیتے ہیں جو دوسرے معلوم نہ کر سکتے تھے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں اگر مذہب بھی سب کانشس مائینڈ (قلب غیر عامل) کی نشوونما اور ارتقا کا نتیجہ ہے۔ تو پھر سائنس کا دائرہ بھی یہی ہوگا۔ اور دونو کا دائرہ الگ الگ کرنا مشکل ہوگا۔ کیونکہ مذہب بھی پھر سائنس کی طرح غور و فکر کا نتیجہ ہوا۔ کہ سب کانشس میں بحث ہو کر ایک نتیجہ تیار شدہ (Ready made) مل گیا۔

اس کے برخلاف اگر مذہب کے یہ معنی کیئے جائیں کہ وہ خیالات جو جذبات کا نتیجہ ہوں۔ اور اسکی کسی مسلمہ اصول پر بنیاد نہ ہو۔ تو وہ مذہب نہیں۔ وہ تو واہمہ ہے اور قوت متخیلہ کا نتیجہ۔ ہم زیادہ سے زیادہ اسکو ایک قصہ یا لطیفہ کہہ سکتے ہیں۔ ایسے خیالات کے متعلق بحث کی ضرورت نہیں پس قلب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیالات جو سب کانشس خیالات کی ارتقاء کا نتیجہ ہوں انکا نام مذہب نہیں۔ کیونکہ سائنس کی بھی یہی تعریف ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے دل کے خیالات اور وہمی باتوں کو مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ تو وہ غیر حقیقی چیز ہے جس کی بنیاد علم پر نہیں۔ اسلئے وہ مذہب نہیں بلکہ وہم ہے +

مذہب اور سائنس کی تعریف میں بہت فرق ہے۔ مذہب ان صداقتوں کا نام ہے۔ جو لقائے الٰہی سے متعلق ہیں اور انکا علم کائناتِ عالم کے صانع نے الہام کے ذریعے دیا ہے۔ سائنس میں کائناتِ عالم پر خود غور اور تدبّر کر کے نتائج اخذ کیئے جاتے ہیں۔ گو مذہب کے بھی بعض حقائق عقل سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مگر سائنس کی بُنیاد ہی تجربہ اور مشاہدہ پر ہے +

اب اس تعریف کے ماتحت دونو میں مقابلہ ہی کوئی نہیں رہتا۔ کیونکہ مذہب خدا کا کلام ہے۔ اور سائنس خدا کا فعل ہے۔ کسی عقلمند انسان کی بات اور عمل میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ کسی شخص کے قول اور فعل میں اختلاف صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب وہ جھوٹا ہو یا پاگل ہو۔ خدا کے قول اور فعل میں اختلاف نہیں۔ کیونکہ یہ اختلاف صرف جھوٹے یا پاگل کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کے یہ دونو باتیں چونکہ خلاف ہیں۔ اسلئے اس کے قول اور فعل میں تصادم ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نقص منسوب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ناقص العقل ہے اور نہ ناقص الاخلاق +

کیا خدا موجود ہے؟

اس جگہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا خدا واقعی موجود ہے۔ نیز یہ کس طرح ثابت ہوا کہ خدا بھی کوئی ہستی ہے۔ جس کا کلام مذہب ہے اور فعل سائنس؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ پر خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق بحث نہیں۔ اس لئے مقابلہ میں فرض کر لو کہ خدا ہے اور اس کی طرف سے تعلیم بھی آئی ہے۔ اگر مذہب واقعہ میں کوئی چیز ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ مذہب اور سائنس میں تصادم نہیں۔ ورنہ اگر مذہب کی ہستی کا ہی انکار کر دیا جائے تو پھر مقابلہ کیسا +

مذاہب اور سائنس میں تصادم کی وجہ

یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر مان لیا جائے کہ مذہب اور سائنس میں کوئی تصادم نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان دونو میں ہمیشہ سے مقابلہ اور ٹکراؤ ہوتا رہا ہے۔ مذہبی دیوانوں نے کیوں سائنسدانوں کو دُکھ دیا۔ جلایا اور قتل کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دونو میں بظاہر تصادم ہے مگر یہ تصادم حقیقی نہیں۔ سچّا مذہب سائنس سے ہرگز نہیں ٹکراتا۔ اور سچی سائنس مذہب کے ہرگز خلاف نہیں۔ کیونکہ مذہب خدا کا قول ہے اور سائنس خدا کا فعل۔ پس اگر ان دونو میں تصادم نظر آتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ یا تو مذہب کی ترجمانی غلط کی گئی ہے۔ یا پھر سائنس کی ترجمانی میں غلطی لگی ہے۔ کبھی لوگوں نے خدا کے قول کو غلط سمجھا۔ اور کبھی سائنسدانوں نے خدا کے فعل کو سمجھنے میں غلطی کی۔ مگر دونو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اپنی اپنی بات کو سچا سمجھا جس کی وجہ سے تصادم شروع ہو گیا۔ مذہب اور سائنس دونوں منزہ عن الخطا ہستی کی طرف سے ہیں۔ پس سچے مذہب اور سچی سائنس میں حقیقی تصادم نہیں ہو سکتا۔ تصادم کی وجہ صرف یہ ہے کہ دونو کی ترجمانی (Interpretation) غلط کی جاتی ہے۔ کئی دفعہ چیز ایک ہی ہوتی ہے۔ مگر وہ ظرف سے ملکر نئی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ مثلاً پانی ہے۔ اسکو مختلف شکلوں کے برتنوں میں ڈالو تو وہ مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ اگر برتن گول ہو تو پانی بھی گول نظر آئیگا۔ اور اگر چپٹا ہو تو چپٹا معلوم دیگا۔ یہی تقریر جو اسوقت میں کر رہا ہوں۔ اسی کو اگر باہر جا کر لوگ بیان کریں۔ تو ہر شخص الگ الگ بیان کریگا۔ جس سے میری تقریر میں اختلاف نظر آئیگا۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ اختلاف حقیقی نہ ہو گا۔ بلکہ بیان کرنے والوں کی سمجھوں کا فرق ہو گا۔ جس کی وجہ سے ہر شخص کا Interpretation الگ ہو گا۔ یہی حال مذہب اور سائنس کا ہے۔ کہ بعض دفعہ مذہبی لوگ اپنے وہم۔ خیالات۔ اور قصوں اور لطیفوں کا نام مذہب رکھ لیتے ہیں۔ (یعنی خدا کے کلام کو غلط سمجھتے ہیں) اور بعض دفعہ سائنسدان بھی محض تھیوری کو ثابت شدہ حقیقت تصور کر لیتے ہیں (یعنی خدا کی سنت کو سمجھنے میں غلطی کھاتے ہیں) جس کی وجہ سے دونو میں تصادم واقع ہو جاتا ہے۔

سائنس اور مذہب کی غلط ترجمانی

مثلاً پانی کے متعلق پہلے سائنسدانوں کا خیال تھا کہ یہ مفرد چیز ہے۔ مگر حال کی تحقیقات نے اسکو مرکب ثابت کیا ہے۔ تو کیا اسکی وجہ سے سائنسدان پہلوں کو پاگل قرار دینگے۔ فرض کرو قرآن کہتا کہ پانی مرکب چیز ہے مفرد نہیں تو کیا یہ نہ کہتے کہ دیکھو قرآن سائنس کے ساتھ ٹکراتا رہا ہے۔ غرضیکہ اسی طرح دونو میں نظر آتا۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ یہ تصادم حقیقی نہ ہوتا۔ کیونکہ یہاں پر خدا کے فعل (سائنس) کے Interpretation میں غلطی ہو رہی تھی ۔

دنیا کی عمر ۷ ہزار نہیں

اسی طرح بعض دفعہ مذہب کی غلط ترجمانی کی وجہ سے بھی تصادم پیدا ہوتا ہے مثلاً قرآن سے یہ ثابت نہیں کہ دنیا کی عمر ۷ ہزار سال ہے مگر اکثر لوگوں کا عقیدہ ایسا ہے۔ اب یہ بات سائنس کے خلاف ہے۔ کیونکہ جیالوجی اور آرکی آلوجی کی تحقیقاتیں دنیا کی عمر کروڑہا سال بتاتی ہیں۔ یہ تصادم بھی حقیقی نہیں۔ بلکہ مذہب کے غلط Interpretation کا نتیجہ ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں لکھا ہے۔ کہ مجھے الہام سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اہرام مصر لاکھ سال کے بنے ہوئے ہیں۔ پس حقیقت یہی ہے کہ ہمارا دماغ بعض دفعہ خدا کے قول (مذہب) اور خدا کے فعل (سائنس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو سمجھنے میں غلطی کھاتا ہے۔ جس سے تصادم معلوم دیتا ہے۔ اگر خدا واقعہ میں موجود ہے اور مذاہب اور سائنس اس کا قول اور فعل ہیں۔ تو پھر ٹکراؤ ممکن نہیں۔ اور اگر تصادم نظر آئے تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہوگا۔

سچی سائنس ہمیشہ سچے مذہب کی مؤید ہوگی نہ اسکے خلاف۔ کیونکہ فعل ہمیشہ قول کا مؤید ہوا کرتا ہے نہ اسکے مخالف۔ پس سائنس کی کوئی تحقیق مذہب کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ پس ضروری ہے کہ خدا کے کلام (قرآن) کی حضورؐ کے عمل سے تائید ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول اللہ صلعم کے اخلاق کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ تم قرآن نہیں پڑھتے۔ رسول اللہؐ کے اخلاق قرآن کریم تھے۔ وکان خلقه القرآن۔

پس سچائی میں قول اور فعل ٹکراتے نہیں۔ اگر مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ تو ضروری ہے کہ سائنس اس کی مؤید ہو۔ اسی طرح خدا کے کلام پر غور کرو۔ تو ضرور سائنس سے اسکی تائید ہوگی۔ نہ کہ تردید۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ لا مبدّل لکلماته (جز ۱ رکوع ۱) کہ خدا کے کلام میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پس غور کرو تو سچائی ہی ظاہر ہوگی۔ اسی طرح اپنے فعل سائنس کے متعلق فرمایا ولن تجد لسنّة الله تبديلا (احزاب رکوع ۸) کہ خدا کی سُنّت میں بھی غلطی نہیں ہوگی۔ اس کا فعل قول کے ہرگز خلاف نہ ہوگا۔ کیونکہ صادق کا عمل اسکے قول کی ہمیشہ تائید کیا کرتا ہے۔

قرآن سائنس کی طرف توجّہ دلاتا ہے

قرآن تو سائنس کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے۔ نہ کہ اس سے نفرت۔ اس نے یہ نہیں کہا۔ کہ سائنس نہ پڑھو۔ کافر ہو جاؤ گے۔ کیونکہ اسکو پڑھنے سے تو وہی روکتا ہے جس کو ڈر ہو۔ کہ لوگ علم سیکھ گئے تو ہمارا اجارہ ٹوٹ جائیگا۔ مگر قرآن جو کائناتِ عالم کے صانع کی طرف سے ہے۔ اس نے صحیفۂ فطرت (سائنس) کے مطالعہ سے روکا نہیں۔ بلکہ اس کی طرف توجہ کرنے اور اس میں غور و فکر کرنے کی تاکید کی ہے فرماتا ہے۔ قل انظروا ماذا في السموات والارض

یعنی زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرو۔ آسمان سے مراد علوی علوم ہیں۔ اور زمین سے مراد ارضی علوم یعنی جیالوجی۔ آرکیالوجی۔ باٹنی وغیرہ ہے۔ اگر خدا کے نزدیک ان علوم کے مطالعہ کا نتیجہ مذہب سے نفرت تھی۔ تو قرآن ضرور کہتا کہ خبردار ان علوم کو کبھی نہ پڑھنا۔ مگر وہ نہ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ کہ ان کے مطالعہ سے روکتا نہیں بلکہ کہتا ہے کہ ان کو ضرور پڑھو اور غور کرو۔ کیونکہ اسکو خوب معلوم ہے کہ تصدیق ہی ہوگی۔ چنانچہ فرماتا ہے:- ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الّیل و النھار لاٰیٰت لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلےٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض۔ ربّنا ما خلقت ھٰذا باطلا۔ سبحٰنک فقنا عذاب النار (اٰل عمران ع ۲۰)

ہر مخلوق چیز مفید ہے

کہ زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن رات کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے نشان ہیں...... نیز ان دونو کی پیدائش میں غور و فکر کرنے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اے ہمارے رب تُو نے کوئی چیز بھی فضول اور بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ دیکھو اس آیت میں قرآن کریم نے مطالعہ سائنس کے متعلق کیسی وسیع تعلیم دی ہے۔ اگر قرآن کریم سائنس کے پڑھنے اور مخلوق کے متعلق تحقیقات کرنے سے منع کرتا تو یہ نتیجہ کیسے نکلتا۔ کہ ہر مخلوق چیز ہمارے فائدہ کے لئے ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ مخلوقات کے فوائد کا علم تحقیق کا ہی نتیجہ ہے۔ مثلاً ڈاکٹروں کا خیال تھا۔ کہ بڑی انتڑیوں کے ساتھ جو انگشت نما ایک چھوٹی سی آنت ہوتی ہے جسکو انگریزی میں (Vermiform Appendix.) کہتے ہیں یہ انسان کے اندر بے فائدہ ہے۔ (اور یہ محض اسکے آباو اجداد کی جسمانی بناوٹ کی ادنیٰ یادگار ہے۔ راقم) اسلئے جب کبھی کسی کو اس آنت میں سوزش (Appendicitis) ہوتی۔ اس پر اپریشن کرکے نکال دیتے۔ اس اپریشن کے بعد چونکہ فعل انہضام میں نمایاں تبدیلی واقع ہوتی اس لئے ان کو اور بھی یقین ہوگیا کہ یہ بے فائدہ اور زائد چیز ہے۔ مگر اب مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ بے فائدہ نہیں۔ چنانچہ ایک ڈاکٹر نے تجربتاً بارہ ۱۲ بندر لے کر ان کے Appendix کاٹ دیئے۔ اور سب کو ایک ہی قسم کی غذا کھانے کو دی۔ چند دنوں کے بعد معلوم ہوا۔ کہ ان بندروں کی چستی میں فرق پڑ گیا ہے۔ دیکھو پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ یہ عضو بے فائدہ ہے۔ مگر اس کا فائدہ ضرور تھا۔ گو سائنسدانوں کو اس کا علم نہ تھا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ قرآن کا فرمان واقعی درست تھا کہ کوئی چیز بے فائدہ نہیں بنائی گئی۔ چنانچہ اسی تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ پہلے تو معمولی سوزش ہو (یا اس عضو میں تولنج کا درد ہو) تو بھی کاٹ دیتے تھے۔ مگر اب احتیاط کرتے ہیں۔ پس تجارب سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حصہ باطل نہ تھا۔ اگر تجاریب کئے جاتے تو قرآن کی تائید کس طرح ہوتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام تو سائنس کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور قرآن کے بیان فرمودہ حقائق سے سائنس کو بھی تقویت ملتی ہے۔ پس اسلام اور صحیح سائنس کے درمیان تصادم ممکن نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ کہ ان کے مطالعہ سے روکتا نہیں بلکہ کہتا ہے کہ ان کو ضرور پڑھو اور غور کرو۔ کیونکہ اسکو خوب معلوم ہے کہ تصدیق ہی ہوگی۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الّیل و النھار لاٰیٰت لاولی الباب۔ الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً و قعوداً و علےٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض۔ ربّنا ما خلقت ھٰذا باطلا۔ سبحٰنک فقنا عذاب النار (اٰل عمران ع ۲۵)

ہر مخلوق چیز مفید ہے

کہ زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن رات کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے نشان ہیں...... نیز ان دونو کی پیدائش میں غور و فکر کرنے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اے ہمارے رب تُونے کوئی چیز بھی فضول اور بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ دیکھو اس آیت میں قرآن کریم نے مطالعہ سائینس کے متعلق کیسی وسیع تعلیم دی ہے۔ اگر قرآن کریم سائینس کے پڑھنے اور مخلوق کے متعلق تحقیقات کرنے سے منع کرتا تو یہ نتیجہ کیسے نکلتا۔ کہ ہر مخلوق چیز ہمارے فائدہ کے لئے ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ مخلوقات کے فوائد کا علم تحقیق کا ہی نتیجہ ہے۔ مثلاً ڈاکٹروں کا خیال تھا۔ کہ بڑی انتڑیوں کے ساتھ جو انگشت نما ایک چھوٹی سی آنت ہوتی ہے جسکو انگریزی میں (Vermiiform Appendix.) کہتے ہیں یہ انسان کے اندر بے فائدہ ہے۔ (اور یہ محض اسکے آباؤ اجداد کی جسمانی بناوٹ کی ادنیٰ یادگار ہے۔ راقم) اسلئے جب کبھی کسی کو اس آنت میں سوزش (Appendicitis) ہوتی۔ اس پر اپریشن کرکے نکال دیتے۔ اس اپریشن کے بعد چونکہ فعل انہضام میں نمایاں تبدیلی واقع ہوتی اس لئے ان کو اور بھی یقین ہوگیا کہ یہ بے فائدہ اور زائد چیز ہے۔ مگر اب مزید تحقیقات سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ یہ بے فائدہ نہیں۔ چنانچہ ایک ڈاکٹر نے تجربتاً بارہ ۱۲ بندر لے کر ان کے Appendix کاٹ دیئے۔ اور سب کو ایک ہی قسم کی غذا کھانے کو دی۔ چند دنوں کے بعد معلوم ہُوا۔ کہ ان بندروں کی چستی میں فرق پڑ گیا ہے۔ دیکھو پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ یہ عضو بے فائدہ ہے۔ مگر اس کا فائدہ ضرور تھا۔ گو سائینسدانوں کو اس کا علم نہ تھا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہُوا کہ قرآن کا فرمان واقعی درست تھا کہ کوئی چیز بے فائدہ نہیں بنائی گئی۔ چنانچہ اسی تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ پہلے تو معمولی سوزش ہو (یا اس عضو میں تو لنج کا درد ہو) تو بھی کاٹ دیتے تھے۔ مگر اب احتیاط کرتے ہیں۔ پس تجارب سے معلوم ہُوا۔ کہ یہ حصہ باطل نہ تھا۔ اگر تجاربِ نہ کیئے جاتے تو قرآن کی تائید کس طرح ہوتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام تو سائینس کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور قرآن کے بیان فرمودہ حقائق سے سائینس کو بھی تقویت ملتی ہے۔ پس اسلام اور صحیح سائینس کے درمیان تصادم ممکن نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو رہی ہے۔ خواہ ان حقائق کا تعلق سائیکالوجی سے ہو یا کیمسٹری سے ان سب کی حقیقت اب واضح ہو رہی ہے۔

(A) اصولی انکشافات قرآن کریم سے

اب میں مثال کے طور پر صرف دو اُن اصولی انکشافات کا ذکر کرتا ہوں۔ جو قرآن کریم نے آج سے ۱۳ سو سال قبل دنیا کو بتائے۔ جو اس سے قبل بیان نہ ہوئے تھے۔ اور جن کی تصدیق حال کی تحقیقاتیں کر رہی ہیں:۔

(۱) دنیا میں ہر چیز کا فائدہ ہے قرآن کریم نے سب سے پہلے دنیا پر یہ عجیب حقیقت منکشف کی۔ کہ دنیا میں ہر چیز کا فائدہ ہے۔ یعنی دنیا میں جو چیزیں آپکو بظاہر بہت مضر۔ موذی۔ اور بے فائدہ نظر آتی ہیں ان کے اندر بھی اہم فوائد ہیں۔ ان کی پیدائش کی غرض نیک ہے۔۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔۔ اور اصل غرض جس کے لئے انکو پیدا کیا گیا ہے۔ یہ ہے۔ کہ انسان کو فائدہ پہنچائیں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ (انعام ع) کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور بنایا اندھیروں اور نور کو۔ گویا خدا ظلمات کا بھی خالق ہے۔ ظلمات سے مراد مصائب۔ تکالیف۔ آفات اور انکے موجبات ہیں۔ اور نور سے مراد آرام و آسائش۔ سکھ اور روشنی وغیرہ ہیں۔ ان سب پر غور کرنے سے اس کی حمد ہی ثابت ہوتی ہے۔ پھر فرمایا۔ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (سورۃ الملک) یعنی موت اور حیات سب سے حمد ہی نکلتی ہے کیسا عجیب نظریہ ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ کہ موذی اشیاء کے متعلق بھی غور کرو۔ تو ان میں بھی آپ کو فوائد ہی نظر آئینگے۔ گویا قرآن کریم نے موذی اشیاء کے فوائد اور حکمتوں پر غور کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان کو موذی اور بے فائدہ سمجھ کر تحقیق کرنے سے بے پرواہی نہ کرنا بلکہ تجارب کرتے جانا۔ آخر اسی نتیجہ پر پہنچو گے کہ یہ بے فائدہ اور باطل نہیں۔

مثلاً سنکھیا کو ہی لے لو۔ اس کو بُرا خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہزاروں لوگ غلطی سے اسے کھا کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مگر ڈاکٹروں سے اسکی قدر پوچھو۔ کہ امراض میں یہ کس قدر مفید ہے۔ اگر سو اس کو غلطی سے کھا کر مرتے ہیں۔ تو ہزاروں اسکے صحیح استعمال سے ڈاکٹروں کے ہاتھوں شفا پاتے ہیں۔ چنانچہ پرانے ملیریا (Chronic Malaria) بخار میں جب کونین فیل ہو جائے تو اسوقت آرسینک (Arsenic) ہی فائدہ دیتا ہے۔ پھر آتشک (Syphilis) اور بیسیوں دیگر بخار (Relapsing Fever) میں بھی آرسینک کے مرکبات سے ہی جلد شفا ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ حقیقت ہے کہ سنکھیا سے اگر ایک غلطی سے مرتا ہے تو ہزاروں اسکے ذریعے زندہ ہوتے ہیں ٭

افیون کو ایک لعنت کہا جاتا ہے اور عام طور پر مضر سمجھا جاتا ہے۔ مگر آدھی طب افیون میں ہے۔ مارفیا کی چاندی پچکاری کتنی درد سے بلبلاتے ہوؤں کو میٹھی نیند سُلا دیتی ہے۔ اور مریض الحمد للہ کہہ اُٹھتا ہے ٭

پس تمام موذی اشیاء زہر وغیرہ ہمارے فائدہ کے لئے ہیں۔ اور ان سے خدا کی حمد نکلتی ہے۔ ہاں اگر ہم ان کا غلط استعمال کر کے نقصان اُٹھائیں تو یہ ہمارا قصور ہے۔ چاقو مفید چیز ہے۔ مثلاً قلم بناتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص بجائے قلم کاٹنے کے اس سے اپنی ناک کاٹ لے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ اس سے لوہے میں کاٹنے کی خاصیت رکھنے والے کی حمد پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ پس تمام اشیاء جو بظاہر موذی اور بے فائدہ ہیں۔ ان کی پیدائیش کی غرض بھی نیک ہے۔ اور ان کا صحیح استعمال نفع رسان ہے۔ اگر ہم کو ان سے کبھی ضرر پہنچتا ہے تو اس کی وجہ انکا غلط استعمال ہے ٭

قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ پہلے وہ ایک طبعی حقیقت بیان فرماتا ہے۔ پھر اس سے ایک شرعی یا مذہبی نتیجہ نکالتا ہے۔ اور پہلی بات چونکہ صحیح علوم طبعیہ پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لئے تجربہ اور مشاہدہ اسکی تائید کر کے اس کی صداقت کو دنیا پر واضح کر دیتا ہے۔ اور پھر یہ طبعی انکشاف مذہبی نتیجہ کے لئے بطور دلیل صداقت بن جاتا ہے۔ چنانچہ آگے فرمایا۔ ثم الذین کفروا برہم یعدلون۔ کہ جو لوگ حق کو چھپاتے اور ان چیزوں کی پیدائیش کی حقیقی غرض پر غور نہیں کرتے وہ موذی اشیاء (ظلمات) کی پیدائیش میں شرک کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں خدا جو رحیم ہے۔ وہ موذی اشیاء کب بنانے والا تھا۔ پس سانپ بچھو وغیرہ کا خالق کوئی اور ہے۔ چنانچہ زرتشتی مذہب والوں کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ نور کا خالق خدا ہے اور ظلمات (موذی اشیاء) کا خالق کوئی اور ہے۔ اگر وہ پیدائیش عالم پر غور کرتے اور سائنس پڑھتے تو اور خدا تلاش کرنے کی ضرورت کیوں پیدا ہوتی۔ قرآن کریم نے ہی سب سے پہلے دنیا کو یہ بتایا کہ ہر چیز جو بظاہر لغو ہے۔ وہ بھی مفید ہے۔ اس سے خدا کی حمد نکلتی ہے۔ اور وہ اس کی صفت رحیمیت کے منافی نہیں۔ اور اس طرح پر طبّی دنیا پر ایک عدیم المثال احسان کیا ہے۔ کہ ان کی توجہ موذی اشیاء کے متعلّق تحقیقات کی طرف پھیر دی۔ پس قرآن کریم سائنس سے ہرگز نہیں ٹکراتا۔ بلکہ اسکی صحیح راہنمائی کرتا ہے (جب علوم میں اور ترقی ہوئی تو دیگر موذی اشیاء کی حکمت بھی ظاہر ہو جائے گی۔ سانپ کے زہر سے پلیگ اور مرگی کے بعض مریضوں کو شفا ہوئی ہے۔ مگر اس میں ابھی مزید تجربہ کی ضرورت ہے۔ خاکسار راقم)

(۳) **ہر چیز کا جوڑا ہے** } دوسری عظیم الشان اور نئی حقیقت جو علوم یقینیہ پر مبنی تھی۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے قبل دنیا کو معلوم نہ تھی۔ قرآن کریم نے یہ منکشف کی کہ ہر چیز کا جوڑا ہے۔ یعنی ہر چیز کو نر اور مادہ پیدا کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے۔ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (الذاریات ع ۳) پھر فرمایا۔ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ (رعد ع ۱) کہ ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ ہر ایک پھل اور میوے کو بھی جوڑا پیدا کیا ہے۔ یعنی نر و مادہ مل کر مکمّل ہوتے ہیں۔ اور ان کی طاقتوں کا نشو و نما اور ظہور ہوتا ہے۔ ہر چیز بغیر جوڑے کے ناقص ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ساری قوّتوں کے اظہار کے لئے جوڑے کی محتاج ہے۔ کھجور کا جوڑا عرب والوں کو معلوم تھا۔ مگر ان کو یہ علم نہ تھا کہ ہر درخت کا جوڑا ہوتا ہے۔ پس قرآن سے قبل دنیا کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہر غیر ذی رُوح چیز کا جوڑا ہے۔ ایک یوروپین مصنّف لکھتا ہے کہ عرب کے لوگوں کو جاہل مت سمجھو۔ ان کو ایک ایسی بات کا علم تھا۔ جس کو اب علم النباتات کی تحقیقاتوں نے واضح کیا ہے۔ یعنی ان کو کھجور کے نر و مادہ ہونے کا علم تھا ؛

میں ایک دفعہ گورداسپور میں اگریکلچرل فارم دیکھنے کے لئے گیا۔ تو وہاں سپرنٹنڈنٹ نے مجھ کو بتایا کہ فلاں پودہ گیہوں کا نر ہے اور فلاں مادہ۔ (پھول بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ جیسے درختوں کی ٹہنیاں ہوا کے جھونکوں سے ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں تو ان کے نر اور مادہ ذرّات آپس میں مل جاتے ہیں۔ کئی پودوں میں یہ عمل شہد کی مکھّی کے ذریعے ہوتا ہے۔ مکھّی نر پھول پر شہد کے لالچ سے بیٹھتی ہے۔ (جو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی تکمیل کے لئے بطور تحریص کے پھولوں میں ڈال دیا ہے) جس سے اس کی ٹانگوں کو نر کا پالن لگ جاتا ہے۔ پھر وہ مادہ پھول پر جاتی ہے تو اس طرح نر۔ مادہ ذرّات آپس میں مل کر پھول سے پھل بن جاتا ہے۔ سُبحان اللہ۔ خاکسار عاجز راقم)

جب علوم میں اور ترقی ہوگی تو دیگر پودوں کا جوڑا بھی معلوم ہو جائیگا۔ بجلی بھی نر اور مادہ ہوتی ہے۔ (اب تو مادہ کے ذرّات۔ جمادات وغیرہ کے جوڑوں کا بھی علم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایک محقق کا بیان ہے کہ کیمیاوی نمک جب پانی میں حل ہو کر دوبارہ قلموں (کرسٹل) کی شکل میں جُدا ہوتے ہیں تو وہ دو دو مختلف شکلوں حجم اور جسامت کے ہوتے ہیں۔ یہ دو دو اقسام نر اور مادہ ہیں۔ جن سے مل کر وہ بنے ہوئے تھے۔ خاکسار عاجز راقم)

قرآن کریم نے اس طبعی حقیقت کو بیان فرما کر اس سے ایک مذہبی نتیجہ بھی نکالا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ ہر مخلوق چیز کا جوڑا ہے۔ مگر خدا کو جوڑے کی ضرورت نہیں۔ جوڑا احتیاج پر دلالت کرتا ہے۔ ہر چیز ناقص ہے۔ اس لئے اس کو اپنی طاقتوں کے اظہار کے لئے دوسرے سے ملنا ضروری ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے جو احتیاج سے بالا اور جوڑے کی ضرورت سے منزّہ ہے۔ کیونکہ وہ خالق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنی ذات میں مکمل +

(B) حدیث شریف سے بعض صداقتیں جنکی تائید حال کی تحقیقاتوں نے کی ہے

(۱) دیوانہ کُتّے کے زہر کو دُور کرنا

حدیث شریف میں آتا ہے۔ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس لاجناح علیٰ مَنْ قتلھُنَّ فی الحرم والاِحرام الفارۃ والغراب والحدأۃ والعقرب۔ والکلب العقود۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ)

کہ کُتّا اگر برتن کو چاٹ لے تو اسکو مٹی سے مانجھ کر صاف کرلو۔ ڈاکٹر کاخ (KOCH) جو جرمنی کے مشہور مینتھالوجسٹ ہیں۔ انہوں نے سپچیرا انسٹی ٹیوٹ میں بھی کام کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں مجھے اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کا شوق تھا۔ جب مَیں نے اس حدیث کو پڑھا کہ کُتّا برتن میں مُنہ ڈالے تو مٹی سے مَل کر دھوؤ۔ تو مجھے خیال پیدا ہُوا کہ محمد (صلعم) دانا آدمی تھا اس نے ضرور حکمت کی بات کہی ہوگی۔ چنانچہ مَیں نے اس کے متعلق تحقیقات شروع کردی۔ اور معلوم ہُوا کہ مٹی کے اندر (نوشادر وغیرہ کی قسم کے) ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں جو ہڑکاؤ (RABIES) کے مصلح ہیں گویا حدیث نبوی نے ان کو اس علمی تحقیق کی طرف توجہ دلائی +

(۲) چوہے سے انسانی جان و مال کو خطرہ

پھر فرمایا۔ قال رسول اللہ صلعم اذا وَلَغَ الکلبُ فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرّات اولھُنّ بالتراب (بخاری)

کہ پانچ چیزیں بُری ہیں۔ ان کو اگر احرام باندھے ہوئے ہو تو بھی ماردو۔ یعنی چوہا۔ چیل۔ کوّا۔ کُتّا۔ درندہ۔ چوہے کی بین الاقوامی حیثیت پر تو اب خوب روشنی پڑ رہی ہے۔ اور دنیا کو معلوم ہو رہا ہے کہ چوہا پلیگ پھیلا کر کسقدر قیمتی جانوں کا نقصان کرتا ہے۔ جان کے علاوہ لاکھوں کروڑوں روپوں کا غلّہ وغیرہ بھی ان کے ہاتھوں برباد ہو رہا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے ۱۳۰۰ سال قبل دنیا پر ایسے وقت میں اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا کہ چوہے کا پلیگ کے ساتھ تعلق ہے۔ جبکہ ابھی پلیگ کے جرم کا وجود چوہے کے خون میں دریافت نہ ہُوا تھا۔ چنانچہ حال کی تحقیقاتوں نے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا ہے۔ کہ چوہا ہی پلیگ کو پھیلانے کا بڑا اور واحد ذریعہ ہے اگر چوہے کا انسان کے ساتھ قطع تعلق ہوجائے تو پلیگ رُک سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے جہاں قرآن کے دیگر حکموں پر عمل ترک کیا ہُوا تھا وہاں اس حدیث سے بھی فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور آشنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ سوچا کہ جس چیز میں اتنا خطرہ ہو کہ اسکو رسول اللہؐ احرام کی حالت میں بھی (جبکہ جُوں مارنا بھی منع ہے) اور بیت اللہ کے اندر بھی (جہاں کسی کو ایذا دینا منع ہے) مارنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہمارے گھروں میں وہ چوہا بے خوف پھر سکے۔ (کیا ہمارے معمولی گھر بیت اللہ سے بھی زیادہ متقدّس اور متبرّک اور بیت الامن ہیں کہ وہاں چوہوں کو مارا نہ جائے۔ راقم) افسوس مُسلم نے اس حقیقت کو نہ سمجھا اور پلیگ ہمارے گھروں میں آگئی ۔

نوٹ :۔ حضرت اقدس نے صرف چوہے کا ذکر فرمایا تھا۔ مگر اس حیرت انگیز بیان کو سُن کر صاحب صدر علامہ سر اقبال صاحب نے درخواست کی کہ باقی چار چیزوں کے نام بھی بیان کر دیئے جائیں۔ اس پر حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب نے (خدا انپر ہزاروں رحمتیں نازل کرے۔ کل مکرمی حضرت قاضی اکمل صاحب کے خط سے اس جانکاہ واقعہ کی خبر ملی کہ یہ بے نظیر علامہ اور "زبردست حامئ اسلام" جو علم کی کان تھا۔ ہم سے جُدا ہو گیا انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ خاکسار راقم) کھڑے ہو کر پوری حدیث سُنا دی ۔

(۳) طاعون کے متعلق ایک لطیف بات

حضرت نبی کریم صلعم سے عرض کی گئی کہ طاعون کیا ہے۔ تو حضورؐ نے جواب میں ایک نہایت لطیف بات فرمائی۔ جس سے پلیگ کی موجودہ تحقیقات پر روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ فرمایا جِن کاٹتے ہیں اور وہ جسم میں داخل ہو کر مرض پیدا کر دیتے ہیں حالانکہ اس کا یہ مختصر جواب کافی تھا۔ کہ طاعون ایک بیماری ہے۔ مگر حضورؐ نے اس کا سبب بھی بیان فرما دیا ۔

شاید کسی کو یہ خیال گذرے کہ حضور صلعم نے تو جِن فرمایا ہے نہ کہ جراثیم۔ پھر کیسے معلوم ہُوا کہ اس سے مراد جراثیم تھی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں جو بعض اصطلاحیں بیان کی گئی ہیں۔ ان کا مطلب ہم کو آنحضرتؐ کے دیگر اقوال سے بھی نکالنا چاہیئے۔ جِن بھی ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں پوشیدہ اور مخفی چیز۔ چنانچہ فرمایا ہڈی اور گوبر جِن کی غذا ہے۔ اس سے مراد بھی کیڑے اور جراثیم تھی جو ہڈی کو کھاتے اور گوبر میں تعفّن پیدا کرتے ہیں۔ پس معلوم ہُوا کہ حضورؐ کی مراد جِن سے جِن نہ تھی بلکہ مخفی جراثیم تھی۔ اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ طاعون ایک متعدّی مرض ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب جن نہ تھا بلکہ کوئی مخفی وجود تھا۔ پھر فرمایا طاعون کے دنوں میں دوسرے علاقہ میں نہ جانا۔ اگر حضور صلعم کے نزدیک اس کا باعث جِن تھے تو ہمارے دوسرے [illegible] میں نہ جانے سے وبا کیسے بند ہو سکتی تھی۔ کیا جِن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا محتاج ہے کہ وہ بغیر ہمارے وسیلہ کے اور جگہ جا کر مرض نہیں پھیلا سکتا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ طاعون کے ایام میں وہ پھیل جاتے۔ پس معلوم ہوا کہ جن سے آنحضرت صلعم کی مراد جرم تھا۔ نہ کہ حاتم طائی والا جن جو عام طور پر مشہور ہے ؎

(۴) مسواک کرنیکی حکمت

آخر میں میں ایک بات بیان کرتا ہوں جو ہے تو بہت موٹی مگر اس کا ثبوت بھی قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال سے ہی ملتا ہے۔ اور وہ مسواک کا حکم ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مسواک کے متعلق حکم اتنی دفعہ لیکر آئے۔ کہ مجھے فرض کا شبہ ہوا۔ پھر حضور ؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ یہ امر میری اُمّت کے لئے بوجھل ہو گا۔ تو میں مسواک کو پانچ دفعہ دن میں فرض قرار دیتا۔ پھر مسواک اور مُنہ کی صفائی کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ آنحضرت نے نزع کے وقت بھی مسواک مانگی اور کی۔ آج تعلیم یافتہ نوجوان مسواک پر ہنسی اُڑاتے اور اس سے تمسخر کرتے ہیں۔ مگر حال ہی کی تحقیقاتوں نے دانت اور مسوڑوں کی خرابی کا انسانی صحت پر عظیم الشان اثر بخوبی واضح کر دیا ہے۔ مسوڑوں پیپ (Pyorrhoea) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بہت مُزمن امراض (Chronic) {مثلاً جوڑوں کا درد۔ معدہ کا زخم۔ انتڑیوں کا پھوڑا۔ Appendicitis ۔ کمی خون۔ پھُنسی وغیرہ۔ راقم) کا یہی بڑا سبب ہے۔ امریکہ میں ایک کمیشن جنون کے متعلق تحقیقات کے لئے بٹھایا گیا تھا۔ انہوں نے کئی ایک مجانین کے جسموں کا معائنہ کر کے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ ۸۰ فیصدی میں جنون کا باعث مسوڑوں کی خرابی تھی جس سے زہر سرایت کر کے لوزتین (Tonsils) میں پہنچا جہاں وہ عروق جاذبہ کے راستے دماغ میں منتقل ہوا۔ اور جنون پیدا ہو گیا ؎

کانفرنس مذاہب کے موقع پر جب میں لنڈن میں تھا۔ تو میں نے اپنے دانتوں اور حلق کا معائنہ وہاں کے ایک سپیشلسٹ ڈاکٹر ٹامس (Thomson) سے کروایا۔ تو انہوں نے مجھ کو برش کرنے کا یہ طریق بتایا کہ دانتوں کو برش کرتے وقت ہاتھ کی حرکت اوپر نیچے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے کہ مسواک کرتے وقت اوپر سے نیچے کی طرف حرکت کرو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسوڑوں کا آخری حصہ نرم ہوتا ہے۔ اور اسکے پیچھے جرم چھپا رہتا ہے۔ جہاں وہ تعفن پیدا کرتا ہے۔ اور زہر خون میں ملتا رہتا ہے۔ (معمولی اگر دانتوں کی سطح پر برش مل دیا جائے تو اس سے پوری طرح صفائی نہیں ہو سکتی۔ پس چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطابق جس کی تائید اب نئے علوم کی روشنی میں بھی ہوئی ہے۔ مسواک یا برش کرتے وقت دانتوں کے درمیانی وقفہ اور مسوڑوں اور دانت کی درمیانی جگہ میں سے اوپر نیچے حرکت کرکے مواد کو بخوبی نکالا جائے تاکہ غلاظت وغیرہ نکل کر جراثیم کو چھپنے کا موقع نہ ملے۔ خاکسار راقم)

یہ چونکہ اصولی مضمون ہے اس لئے ان چار مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ ورنہ قرآن کریم اور احادیث میں ایسی تعلیم موجود ہے جو سائینس پر مبنی ہے۔ اور ایسے حقائق پر مشتمل ہے جن کے فوائد اور حکمتوں کا آج سے ۱۳۰۰ سال قبل کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ سائینس کا منتظم صورت میں وجود ۲۰۰ سال سے ہے۔ مگر اس سے قبل سائیسدانوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ ان احکام میں کیا حکمت ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ اسلام سائینس پر مبنی ہے۔ اس کی تعلیم سائینس کے خلاف نہیں۔ بلکہ دونو ایک دوسرے کے مؤید ہیں ؎

کیا مذہب سے وہم تو پیدا نہیں ہوتا؟

مذہب کے متعلق یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ اس سے وہم پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ بعض نظریات کی بنا چونکہ مادیات پر نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر لغو بات مذہب منوا لیتا ہے۔ جس سے انسان کی قوت استدلال کمزور ہو جاتی ہے۔ اور اندھا دھند ایمان لانے کی وجہ سے وہم پیدا ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذہب سے وہم پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مذہب کی بنا یقین پر ہے۔ اگر مذہب سے وہم ہوتا ہے تو پھر اتنا وہم سائینس سے بھی ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ مثلاً ملائکہ کا وجود بعث بعد الموت۔ ہستیٔ باری تعالیٰ وغیرہ گو ان کا ثبوت مادیات میں نہیں ملتا۔ مگر مذہب یہ نہیں کہتا کہ ہر لغو بات مانتے جاؤ۔ کیونکہ جو نظریات عقل سے بالا ہیں انکے ماننے کا حکم اگر وہ دیتا ہے تو ساتھ دلیل بھی دیتا ہے۔ مذہب کی صداقت کے لئے ضروری ہے کہ وہ مادیات سے بالا کیلئے دلیل دے۔ چنانچہ خدا کی ہستی کے لئے بھی دلیل دی ہے لہٰذا مذہب نے وہم پیدا نہیں کیا۔

صاحبزادہ ابراہیم کی وفات اور سورج گرہن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے عمل سے بھی وہم کا ازالہ کیا ہے۔ چنانچہ حضور صلعم کے صاحبزادے ابراہیم جب فوت ہوئے تو اس دن اتفاق سے سورج گرہن بھی ہو گیا۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ حضورؐ کے صاحبزادے کی وفات کا سورج کو بھی صدمہ ہوا ہے۔ اسی واسطے اسکو گرہن ہو گیا ہے۔ یہ محض صحابہؓ کا اپنا خیال تھا۔ مگر آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے فرمایا یہ تو نیچر کے قانون کے ماتحت ہوا ہے۔ اس کا میرے لڑکے کی وفات یا حیات سے کیا تعلق۔ گویا اس طور پر حضورؐ نے وہم کا ازالہ کیا۔ نہ کہ اسکو پیدا کیا۔ حالانکہ اسوقت صحابہؓ کے اس بیان سے آنحضرتؐ کی صداقت بڑھتی تھی۔

سائنس کے مطالعہ سے وہم

اس کے مقابلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ سائنس سے وہم پیدا ہوتا ہے چنانچہ علم الجراثیم کی تحقیقاتوں سے (خصوصاً یہ تھیوری کہ کوئی جگہ بھی جراثیم سے خالی نہیں۔ راقم) بہت وہم پیدا ہوا ہے۔ ڈاکٹر لوگ Bacteria کے خوف سے بار بار ہاتھ دھوتے اور ادویہ سے پاک کرتے ہیں۔ طب کی کتب کا مطالعہ کیا جس مرض کا حال پڑھا ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ مجھے وہی مرض ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان امراض کے General Symptoms (علاماتِ عمومی) کو پڑھ کر (جو کہ ہر شخص میں کم و بیش ہوتے ہیں) سمجھ لیتا ہے کہ مجھ کو بھی یہ مرض ہے حالانکہ امراض کے Special symptoms (علاماتِ خصوصی) اور ہوتے ہیں۔ جن کی بنا پر مرض تشخیص کیا جاتا ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ طب پڑھنے والوں میں مرض کی علامات خصوصی نہ تھیں۔ مگر محض وہم کی وجہ سے ایسا معلوم دینے لگ گیا۔ میں نے خود جب طب پڑھی تو اسی قسم کا وہم پیدا ہوا۔ ایسا وہم ہر عمیق بات پر غور کرنے سے ہوا کرتا ہے۔ اور اس کی وجہ دماغ کی کمزوری ہے۔

اسلامی تعلیم میں وہم کا ازالہ بمیانہ روی

اسلام نے اس وہم کو بھی دور کیا ہے۔ یعنی لوگوں کو میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ وہم ہمیشہ غلو سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ نماز میں میانہ روی اختیار کرو۔ اور ہر وقت نماز نہ پڑھتے رہو۔ چنانچہ تین وقت نماز پڑھنے سے منع فرمادیا۔ (جب سورج نکل رہا ہو۔ عین سر پر ہو یا غروب ہو رہا ہو) کہ ان اوقات میں نماز پڑھنے والا شیطان ہے۔ اب یہ تو واضح ہے کہ نماز پڑھنا شیطانی کام نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ اس ممانعت سے مراد یہ تھی کہ انسان ہر وقت نماز ہی نہ پڑھتا رہے۔ اسی طرح روزہ کے متعلق فرمایا کہ روزانہ اور عید کے روز روزہ نہ رکھو۔ اس سے دوزخ ملتی ہے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ روزہ تو خدا کے لئے رکھا جائے اور بدلہ میں دوزخ ملے۔ اس سے بھی اصل غرض وہم کا علاج ہی ہے۔ پس کمزوری دماغ کی وجہ سے جو وہم غلو کرنے سے لازماً پیدا ہوتا ہے اس کا ازالہ بھی اسلام نے میانہ روی سکھا کر کرایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌ۔ کہ نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ اس لئے نفس کشی نہ کرو۔ دو صحابی آپس میں بھائی بھائی بنے ہوئے تھے۔ ایک ان میں سے قائم اللیل اور صائم الدہر رہتے۔ ایک دن انکے بھائی ملاقات کے لئے آئے۔ تو دیکھا کہ ان کی بیوی میلے کچیلے کپڑے پہنے افسوس کی حالت میں بیٹھی ہے۔ دریافت کرنے پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بولی کہ تمھارا بھائی دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات ساری نماز پڑھتا رہتا ہے مجھے سنگار کس کے لئے کرنا ہے۔ انہوں نے بھائی کو سمجھایا کہ ایسا کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ ولنفسك عليك حق ولزوجك حق پس اپنے نفس اور بیوی سب کا حق ادا کرو اور زیادہ سے زیادہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھ لیا کرو۔ اور زیادہ سے زیادہ نصف رات نماز پڑھ لیا کرو۔ رسول اللہ صلعم کی مجلس میں اس صحابی نے یہ واقعہ سنایا تو حضورؐ نے فرمایا "تو نے بالکل سچ کہا"۔

مذہب سائنس کی تعلیم کیوں نہیں دیتا

اگر یہ کہا جائے کہ مذہب سائنس کیوں نہیں بتاتا کیونکہ بہتر تو یہی تھا کہ مذہب توپ بندوق وغیرہ بنانے کی ترکیب سکھاتا جس سے ہم ملک فتح کرتے اور دشمن کو تباہ کر دیتے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت اس سے بدتر اور کوئی بات نہ تھی کہ مذہب سائنس بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (مائدہ۔ ع ۱۳) کہ اے ایمان والو! ایسی باتوں کے متعلق دریافت نہ کرو۔ جن کے بتانے سے تم کو نقصان ہو۔ پس معلوم ہوا کہ بعض باتوں کے بیان کر دینے سے نقصان ہوتا ہے۔ اب یہ تو ناممکن ہے کہ خدا کی بتائی ہوئی بات سے نقصان ہو۔ پس اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ہم نے سائنس کی باتیں بھی تم کو بتا دیں تو تمھارا دماغی ارتقاء رک جائیگا۔ اور تمھاری قابلیت بالکل مر جائیگی۔ جس سے تمھارا علمی ارتقاء مٹ جائیگا۔ پس مذہب نے تمام وہ ضروری باتیں بتا دی ہیں۔ جو ایجاد سے معلوم نہ ہو سکتی تھیں۔ یا دیر سے معلوم ہوتیں۔ اور باقی باتوں کو ہماری کوشش غور و فکر اور سوچ بچار کے لئے چھوڑ دیا ہے تاکہ ہمارے ذہنی ارتقاء کو نقصان نہ ہو۔ یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے کہ جس قوم کا ذہنی ارتقاء بند ہو جائے وہ مٹ جاتی ہے۔ مومن کے دو دن برابر نہیں ہوتے۔ وہ ہر روز علم اور عرفان میں قدم آگے آگے بڑھاتا رہتا ہے۔ پس اگر انسان کو سب کچھ مذہب ہی بتا دیتا اور اس کی ذہنی ارتقاء کے لئے کچھ نہ رکھا جاتا تو انسان بحیثیت مجموعی اسی دن مر جاتا۔

پھر اگر اسلام سائنس کے متعلق بعض باتیں بتا بھی دیتا تو لوگ اعتراض کرتے کہ رسول اللہؐ تو بڑے موجد تھے۔ ساری باتیں کیوں نہ بتا گئے۔ پس مذہب نے اصولی باتیں خود بتا دی ہیں۔ اور جزئیات میں ہمارے لئے اجتہاد کی گنجائش رکھ دی ہے تاکہ ہمارے ذہنی ارتقاء میں روک نہ واقع ہو۔ اور اس طرح نہ صرف انسان کو غلطیوں اور ٹھوکروں سے بچا لیا ہے۔ بلکہ علمی ارتقاء کو بھی قائم رکھا ہے۔

کیا مذہب میں ذہنی ارتقاء بند کر دیا گیا ہے؟

اس پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اگر انسان کے ذہنی ارتقاء کے لئے ضروری تھا۔ کہ مذہب سائنس کو بیان نہ کرے تو خود مذہب میں اس ذہنی ارتقاء کو کیوں بند کر دیا گیا ہے۔ کیوں خدا نے الہام کے ذریعے لوگوں کو راستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دکھایا۔ کیوں نہ ہم کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔ کہ ہم خود سوچیں اور عقل سے یہ باتیں معلوم کریں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذہب کے حقائق عقل اور تجربہ سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ (۱) مذہب کے بہت سے مسائل کی بنیاد رضائے الٰہی پر ہے نہ کہ سائنس پر۔ رضاء کا علم وہ خود جانتا ہے۔ سائنس اسکو بتا نہیں سکتی۔ مثلاً کوئی شخص اپنے کسی دوست کے پاس ملاقات کے لئے جائے۔ اور خاموش بیٹھا رہے تو اس کا دوست کیونکر معلوم کر سکتا ہے۔ کہ وہ کیا کھائیگا۔ پس اس کی حسب پسند شئے مہیا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود ہی مُنہ سے بول کر اپنی مرضی کو ظاہر کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے اپنی مرضی کو ظاہر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس راستہ پر چل کر انسان میری رضاء کو حاصل کر سکتا ہے ٭

(۲) مذہب کا تعلق ابدالآباد زندگی سے ہے۔ اور سائنس کا تعلق صرف موت تک ہے۔ اگر سائنس دنیا میں ریل۔ اور لاسلکی (wireless) وغیرہ کی ایجاد نہ کرتی تو دنیا کو چنداں نقصان نہ تھا۔ مگر دین کو بھی اگر عقل اور تجربہ پر چھوڑ دیا جاتا تو دین کے کامل ہونے سے قبل دنیا تباہ ہو جاتی۔ اور کئی لوگ تجربہ کرتے کرتے ہی واصلِ جہنم ہو جاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے خود اخلاق فاضلہ وغیرہ کا علم الہام کے ذریعے دیا۔ اور جزئیات کو ہمارے اجتہاد پر چھوڑ دیا۔ تا انسان ٹھوکر سے محفوظ ہو جائے۔ اور ذہنی ارتقاء بھی جاری رہے۔

(۳) مذہب کے بعض مسائل طبعی قوانین Natural Laws سے بالا ہیں مثلاً صفات الٰہی۔ ملائکہ کا وجود۔ بعث بعد الموت وغیرہ۔ ان حقائق کو عقل سے معلوم کرنا مشکل تھا۔ مجرّد عقل اور تجربہ ان مسائل میں کچھ نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کچھ ان کے متعلق دریافت کریں تو وہ صرف یہ ہوگا کہ ان کا وجود ہونا چاہیئے۔ مگر وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ یہ واقعہ میں ہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ "ہونا چاہیئے اور "ہے" میں بہت فرق ہے۔ پس یہ ثابت کرنے کے لئے کہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ۔ ملائکہ۔ بعث بعد الموت وغیرہ ہیں۔ مشاہدہ کی ضرورت ہے۔ جو عقل اور تجربہ سے ناممکن تھا۔ (الہام ذہنی ترقی کے مخالف نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے اسے ذہنی ترقی کی خاطر پیدا کیا ہے۔ کارخانۂ عالم کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رُوحانی اور جسمانی دو سلسلے اس دنیا میں متوازی اور مشابہ چل رہے ہیں۔ جسمانی سلسلہ میں انسانی ہدایت اور رہنمائی کے

عقل کے معاون۔ جسمانی سلسلہ میں تجربہ رُوحانی میں۔ الہام

لئے عقل کے ساتھ تجربہ کو لگایا گیا ہے۔ تاکہ عقل کی کمزوری کو پورا کردے۔ اور انسان غلطی کے احتمال سے بچ جائے۔ رُوحانی سلسلہ میں اس کی جگہ الہام کو عقل کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ تا عقل غلطی کرکے انسان کو تباہی کے گڑھے میں نہ گرا دے۔ خالی عقل جب جسمانی امور میں کافی نہیں ہو سکتی۔ اور تجربہ کی مدد کی محتاج ہے تو پھر رُوحانی دنیا میں خالی عقل پر بھروسہ کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ اور کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے جسمانی سلسلہ کے لئے جو ادنیٰ تھا عقل کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے تجربہ کو پیدا کیا۔ اور رُوحانی سلسلہ میں جو اعلیٰ ہے عقل کی مدد کے لئے کوئی وجود نہ پیدا کیا +

اگر کوئی کہے کہ جسمانی سلسلہ کی طرح روحانی سلسلہ میں بھی عقل کی امداد کے لئے تجربہ کو ہی کیوں نہ مقرر کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تجربہ کئی ٹھوکروں کے بعد اصل نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ دُنیا کی زندگی چونکہ عارضی ہے اس لئے اس میں تجربہ کرتے ہوئے ٹھوکریں کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن آیندہ کی زندگی کے متعلق جو ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ٹھوکریں کھانے کے لئے انسان کو چھوڑ دیا جاتا تو لاکھوں آدمی جو تجربہ سے پہلے پہلے مر جاتے۔ حق سے محروم رہ جاتے .... یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ تجربہ شروع کرنے کے لئے بھی پہلے ایک بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ رُوحانی امور چونکہ غیر محسوس ہیں اور مخفی ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق تجربہ مادی امور کی نسبت بہت زیادہ مشکلات رکھتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کہ مادہ کے متعلق سائنس نے انتہا درجہ کی ترقی کی ہے۔ دماغ کے اُن افعال کے متعلق جو عقل اور ارادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (حالانکہ وہ رُوح کے برابر لطیف نہیں) بہت ہی کم تحقیقات ہوئی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ دُنیا کی پیدائش پر اس قدر عرصہ گذر جانے کے باوجود ابتک تحقیقات شروع ہی نہیں ہوئی" منقول از "حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے" صفحہ ۵۶-۵۷۔ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء)

سائنس اور مذہب کا دائرہ

سائنس اور مذہب کا دائرہ بالکل الگ الگ ہے۔ سائنس کا اثر مادیات پر ہے اور مذہب کا تعلق مافوق المادیات سے ہے۔ مذہب میں یہ چھ امور شامل ہیں:۔ اخلاق۔ تمدن۔ سیاست۔ اُلوہیت۔ روحانیت۔ حیات بعد الموت۔

مذہب میں ان چھ امور کے متعلق بحث ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خود الہام کر کے ان کا علم دیتا ہے سائنس کے شواہد سے ان پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ پس امور مذہبی کی قطعی تحقیق سائنس سے نہیں ہو سکتی۔ مثلاً خدا کا وجود ہے۔ اس کے متعلق یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سائنس کے تجارب سے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ کہنا کہ سائنس خدا کے عقیدہ کے خلاف ہے بالکل غلط ہے۔ ایسا کہنے والا گرفت میں آئیگا۔ کیونکہ دہریت (Agnosticism.) کا وجود ہکسلے (Huxley) سے ظاہر ہوا۔ مگر اس نے بھی صرف اتنا کہا کہ سائنس کی تحقیق سے خدا کے وجود یا عدم وجود کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ تھا بھی درست۔ کیونکہ سائنس کی تحقیق تو مشہود اور محسوس وجودوں تک محدود ہے۔ پس وہ مافوق المحسوسات (ہستی باری تعالیٰ۔ ملائکہ وغیرہ) کے متعلق کیسے تحقیق کر سکتی تھی۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص ریل پر سوار ہو کر کابل جانا چاہے۔ اور وہ وہاں پہنچنے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناکام ہو تو کہدے کہ کابل کا وجود ہی نہیں۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ریل تو کابل تک جاتی نہیں۔ پس انسان ریل میں بیٹھ کر کابل تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ یہی حال سائنس کے تجارب سے خدا کی ہستی کو معلوم کرنے کا ہے سائنس جب محسوسات سے پرے جاتی ہی نہیں۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ اور ملائکہ وغیرہ کا ثبوت یا عدم ثبوت کیسے مِل سکتا ہے۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ سائنس کے شواہد ہستی باری تعالیٰ کے خلاف ہیں ؞

مشاہدہ کی ضرورت ہر بات کے معلوم کرنے کا واحد ذریعہ سائنس کے تجارب ہی نہیں۔ بلکہ اور طریق مثلاً شہادتِ صادقہ اور مشاہدہ بھی ہیں۔ ہم سائنسدانوں سے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ انکو ان کے ماں باپ کا پتہ کس نے دیا۔ گو آجکل precipiten test وغیرہ بھی کیئے جاتے ہیں (یعنی باپ۔ بیٹے کے خون کو ملا کر انکی کیمیاوی اور باؤلاجیکل مشابہت دیکھنا۔ راقم) مگر یہ طریق قطعی اور یقینی نہیں (کیونکہ بندر کے خون میں بھی یہی مشابہت پائی جاتی ہے۔ راقم) پس سائنسدان کے پاس اپنے ماں باپ کا ثبوت صرف یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے۔ یا ماں باپ کا دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ ہمارا بیٹا ہے۔ یا ایک ادنیٰ سا ثبوت اس کی اپنی یاد ہے کہ جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ انہیں کے گھر میں رہتا ہے۔ اسی طرح خدا کے وجود کے لئے بھی تمام فوق المحسوسات وجودوں کی طرح مشاہدہ کی ضرورت ہے ؞

مشین سے موجد کا پتہ لینا کائناتِ عالم یا صحیفۂ فطرت (سائنس) کے مطالعہ اور شواہد سے خدا کا پتہ یقینی طور پر نہیں لگ سکتا۔ صرف اتنا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس کارخانہ قدرت کا ضرور کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ کائناتِ عالم میں خدا کو تلاش کرنے والوں کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص مثلاً سنگر مشین (سلائی کی مشین) کو کھول کر مسٹر سنگر Singer کا پتہ لگانا چاہے۔ یا فورڈ کار کو کھول کر اس کے اندر مسٹر فورڈ Ford کو دیکھنا چاہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ اسکو مشین کے اندر موجد کا وجود نہیں ملیگا۔ کیونکہ وہ تو مشین کو بنا کر الگ ہو گیا ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ کسی چیز کا صانع اپنی مصنوع کے اندر نہیں مِل سکتا ؞

اگر یہ کہا جائے۔ کہ مسٹر فورڈ کو ہم اس لئے کار کے اندر نہیں دیکھ سکتے۔ کہ وہ اب کار کو نہیں بنا رہا۔ اگر ہم اس کی اس وقت تلاش کرتے جب وہ کار بنا رہا تھا۔ تو یقیناً اسکو پا لیتے۔ مگر خدا تو کائناتِ عالم کو بنا کر الگ نہیں ہو گیا۔ وہ تو ہر وقت اس کارخانہ کو چلا رہا ہے۔ پس اسکا وجود صحیفۂ فطرت میں نظر آنا چاہیئے ؞

مگر یہ اعتراض حقیقت پر غور کرنے سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ پکڑا تو اس چیز کو جاتا ہے جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کا ہاتھ صحیفۂ فطرت کے اندر نظر کیوں نہیں آتا

ہاتھ سے کام کر رہی ہو۔ لیکن جو شخص ارادہ سے کام کروا رہا ہو۔ اس کے اندر اس وجود کا ہاتھ نظر نہیں آیا کرتا۔ مثلاً کسی کے کان میں چپکے سے یہ کہہ دیا جائے کہ فلاں کام کرو۔ تو انسان کیسے پتہ لگا سکتا ہے۔ کہ اس فعل کا کروانے والا کون ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی ارادہ اور کُن سے کام کرتا ہے۔ فرماتا ہے۔ انما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہٗ کن فیکون۔

جس طرح مسمریزم کرنے والا توجہ سے اثر ڈالتا ہے۔ (گو ہاتھ سے حرکت ۔ Mesmerism وغیرہ کرنا بھی اس عمل کے لئے ضروری ہے مگر مخفی توجہ کا بھی اثر ہوتا ہے) اور بغیر ہاتھ کی حرکت کے محض اپنے ارادہ سے معمول سے کام کرواتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بغیر ہاتھوں اور اوزار کے محض ارادہ سے کام چلا رہا ہے۔ مسمریزم اور توجہ کے اثر کو معلوم کرنے کا آسان طریق وہ کھیل ہے جو بچے عموماً کھیلا کرتے ہیں۔ کہ بطور مشغلہ کے کسی لڑکے کی آنکھیں بند کرکے اسکو چکر دیکر چھوڑ دو۔ اس طرح چکر کھانے سے جہات کا تصور اسکے ذہن سے نکل جائیگا (جہات نسبتی امور ہیں اسلئے چکر کھانے سے مٹ جاتے ہیں) اب ایسا کرو کہ اس پر اپنی مخفی توجہ سے اثر ڈالو کہ مثلاً وہ مغرب کی طرف چلے تو وہ مغرب کی طرف ہی چلنے لگ پڑیگا۔ پھر سب مل کر توجہ کرو کہ یہ مشرق کی طرف چلے تو وہ اُسی طرف رُخ کرلیگا۔ غرضیکہ جس طرف چاہو اپنی مخفی توجہ سے اسکو چلا سکتے ہو۔ اب دوسرے کو یہ نظر نہ آئیگا کہ کون اسکو چلا رہا ہے کیونکہ کام ہاتھ سے نہیں بلکہ توجہ اور ارادہ سے ہو رہا ہے +

خدا خالق ہے سرچشمہ نہیں

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا سرچشمہ نہیں، خالق ہے۔ سرچشمہ تلاش سے مل جایا کرتا ہے۔ خالق اس طرح نہیں مل سکتا۔ مثلاً راوی دریا ہے۔ اس کا اگر کوئی سرچشمہ (منبع) معلوم کرنا چاہیئے۔ تو وہ دریا کے کنارے کنارے چل پڑے آخر اسکو اس کا منبع مل جائیگا۔ مگر خدا کے متعلق اس قسم کی تلاش بے سُود ہے۔ خدا اگر سرچشمہ کائنات عالم کا ہوتا تو شاید سائنس کے تجارب سے اس کا پتہ مل جاتا مگر خالق کا اس طور پر پتہ ملنا محال ہے (خالق کا پتہ لگانے اور اس کی ہستی کو دیکھنے کے لئے روحانی دُوربین کی ضرورت ہے جو اولیاءاللہ کو عطا کی جاتی ہے۔ مرتم)

قانونِ قدرت کے اسرار کے انکشاف سے خدا کا ابطال نہیں ہوسکتا

یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جوں جوں قانونِ قدرت کے اسرار منکشف ہوتے جاتے ہیں۔ خدا کی ہستی کا بطلان ہو رہا ہے۔ مثلاً فلسفۂ حیات کا علم کہ نطفہ میں فلاں فلاں تبدیلیاں ہوکر بچہ بنتا ہے۔ یا ڈاروِن کی تحقیق ارتقاء حیوانی کے متعلق۔ یا یہ کہ پانی دو گیسوں ہائیڈروجن (ہ۲ا) کا مرکب ہے۔ اس لئے خدا نے پانی کو پیدا نہیں کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گویا اسباب معلوم ہوجاتے تھے یہ نتیجہ نکلا کہ خدا ان چیزوں کا خالق نہیں۔ مگر یہ کہنا کہ چونکہ اسباب معلوم ہوگئے ہیں اس لئے خدا خالق نہیں۔ بچوں والوں استدلال ہے۔ کیا اسباب کا وجود دنیا کو آج نیا معلوم ہوا ہے۔ کیا نطفہ کے اجزاء کا پہلے علم نہ تھا۔ کیا دنیا کو پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ باپ کا نطفہ رحمِ مادر میں جاتا ہے جس سے بچہ بنتا ہے۔ اگر معلوم تھا۔ تو اب ایک تیسری علت کے معلوم ہوجانے سے خدا کی نفی کس طرح ہوگئی۔ مذہب نے اسباب کا انکار کبھی نہیں کیا۔ اور نہ ہی یہ کہا ہے کہ صرف ایک سبب خدا ہی ہے۔ اسلام تو یہ کہتا ہے۔ کہ اور اسباب بھی ہیں ٭

قرآن کریم میں آتا ہے۔ الیٰ ربّک منتھٰھا ٭ - (سورہ نازعات) یعنی جسمانی نظام میں اسباب کا واسطہ ضرور ہے۔ کئی علل ہیں جو نظام عالم میں کام کر رہی ہیں۔ پہلے کثیف مادی اسباب پھر لطیف مادی اسباب پھر لطیف در لطیف مادی اسباب (بجلی ایتھر وغیرہ) کا سلسلہ بطور علل متوسطہ کے درمیان میں رکھا ہوا ہے۔ اسکے بعد روحانی اسباب مثلاً ملائکہ وغیرہ کا توسط شروع ہوتا ہے اور آخر میں یہ سلسلہ خدا تک چلا جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اس نظام عالم کی علت العلل یعنی Final cause ہے٭۔ (واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ صرف علت العلل ہی نہیں۔ بلکہ وہ قدیر اور مدبّر بالارادہ ہستی بھی ہے۔ راقم)

پس اسلام نے اسباب کے توسط کی نفی نہیں کی۔ جو لوگ نظام عالم کی ۲ دو ۳ تین علتیں معلوم کرکے نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ خدا اس کارخانہ کا چلانے والا نہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص ۲ دو ۳ تین فٹ زمین سے مٹی کھود کر کہدے کہ اس زمین میں پانی نہیں ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ اور گہرا کھودے تو یقیناً اسکو پانی نظر آجائے۔ اسی طرح اگر فلسفی اگر باریک در باریک مادی علتوں کو معلوم کرلیں پھر ان کو یقین ہوجائے گا کہ یہ سلسلہ صرف مادی علل پر ہی ختم نہیں ہوجاتا۔ بلکہ اس کے بعد پھر روحانی

٭ ملائکہ نظامِ جسمانی اور روحانی دونوں میں اسباب کے سلسلہ کی آخری کڑیاں ہیں کیونکہ وہی امور کے مقسمات اور مدبرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ کائنات عالم کا خالق ہے۔ اسلئے اسکو ہم علت العلل کہہ سکتے ہیں۔ مگر عام علل کی طرح چونکہ وہ فاعل بالخاصہ نہیں بلکہ فاعل بالارادہ اور قدیر ہے۔ اسلئے ہم اللہ تعالیٰ کو صرف علت العلل نہیں کہہ سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چشمۂ معرفت میں اللہ تعالیٰ کو علت العلل فرمایا ہے۔ مگر وہ انہی معنوں میں ہے کہ بوجہ خالق ہونے کے سب کام اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ راقم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عِلّتوں کا سلسلہ ہے اور آخری عِلّت (ایک قدیر اور فاعل بالارادہ ہستی۔ جو اس نظام عالم کی مشینری کو چلا رہی ہے) اللہ تعالیٰ ہے ؞

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ۔ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَۃٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمْ۔ (الحج ع ۱) اے لوگو! اگر تم دوبارہ جی اُٹھنے کے متعلق شک میں ہو۔ تو یقیناً ہم نے پیدا کیا تم کو مٹی سے۔ پھر نُطفہ سے۔ پھر جمے ہوئے لہو سے۔ پھر بوٹی سے مکمّل اور نامکمّل صورت میں۔ تاکہ ہم ظاہر کریں تم پر ؞

دیکھو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسباب کے سلسلہ کو کس طرح بیان فرما دیا ہے۔ کہ اوّل انسان مٹی (زمین) سے پیدا شدہ غذاؤں کو کھاتا ہے جس سے خون بنتا ہے پھر خون سے انسان کے نطفہ میں نشوونما ہوتی ہے۔ جس سے وہ مکمّل ہو کر اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ پھر رحمِ مادر میں نُطفہ پر کئی مختلف حالتیں (خون۔ گوشت وغیرہ) آتی ہیں۔ جو جسمانی ارتقاء کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے بعد جنین مکمّل ہو کر انسان کی صورت اختیار کر لیتا ہے ؞

اسباب کا وجود تو اللہ تعالیٰ نے اس لئے درمیان میں رکھا تھا کہ کائناتِ عالم کے حقائق سے انسان واقف ہو۔ اس کی ذہنی اور علمی ارتقاء قائم رہے۔ اور علوم کو ترقی ملے۔ نہ اس لئے کہ اس کی تحقیقات سے خالق کے وجود کی ہی نفی ہو۔ اسباب کا لمبا سلسلہ رکھنے کی غرض یہ ہے کہ دنیا کی اس نئے تکمیل ہو۔ خواہ علمی ہو یا عملی۔ بہرحال ارتقائی ترقی کے لئے Stages کا ہونا ضروری تھا۔ دنیا لاکھوں سالوں میں مختلف ترقی کے دَوروں میں سے گذر کر اپنی موجودہ حالت کو پہنچی ہے۔ اگر یہ دَور مختلف نہ ہوتے تو ہم ترقی ہی نہ کر سکتے ؞

لفظی الہام کا عقلی ثبوت

مذہب کی بُنیاد چونکہ الہام پر ہے اس لئے الہام کے متعلّق بھی اس جگہ بیان کرنا ضروری ہے۔ الہام کے متعلّق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ خدا کے الفاظ نہیں ہوتے بلکہ محض دل کا خیال ہوتا ہے۔ جتنے الہام کے مُدّعی گذرے ہیں۔ اُن سب نے اپنے دلی خیالات کو خدا کی طرف منسوب کر دیا کہ یُوں تو لوگ مانینگے نہیں۔ چلو خدا کی طرف منسوب کر دو۔ تاکہ جلدی مان لیں پس مصلحت وقت اور قومی نفع کے لئے ان خیالات کا نام الہام رکھ لیا گیا ؞

اس شُبہ کا ازالہ اس طرح پر ہے کہ یہ خیال کہ الہام کی تصدیق چونکہ قانون طبعی سے نہیں ہوتی۔ اس لئے الہام باطل ہے۔ سراسر غلط ہے۔ الہام کو جبھی تو الہام کہا جاتا ہے کہ طبعی اسباب سے اسکی تصدیق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہوتی۔ ورنہ الہام کی اگر طبعی قانون سے تصدیق ہو جائے تو وہ الہام نہ ہُوا بلکہ طبعی اسباب کا نتیجہ یعنی سائنس ہُوا۔ الہام کی طبعی قوانین سے تصدیق ہونی ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ طبعی نسخے بالا اور الق ہوتا ہے۔

اصل سوال یہ ہے کہ لفظی الہام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ الہام کے وجود کو چونکہ طبعی اسباب سے منوانا بیہودہ تھا۔ اس لئے قرآن کریم نے اسکے جواب میں خواب اور رؤیا کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے۔ الہام اور رؤیا میں فرق صرف یہ ہے کہ الہام کے الفاظ کو کان سُنتے ہیں اور رؤیا میں آنکھ نظارہ دیکھتی ہے۔ رؤیا سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ انسان بعض حالتوں میں ایسی آوازیں اور ایسے نظارے دیکھ یا سُن سکتا ہے جن کا خارج میں وجود نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ دل کا خیال ہوتے ہیں۔ پس شواہد سے نہ طبعی قانون سے معلوم ہُوا کہ ایسا ممکن ہے کہ بغیر بولنے کے الفاظ پیدا ہو جائیں جو دل کا خیال نہ ہوں۔ ہر شخص نے کبھی نہ کبھی ایسا نظارہ ضرور دیکھا ہو گا۔ چاہے وہ نظارہ نیند کی حالت میں ہو یا بیداری کی حالت میں۔ چاہے وہ نظارہ جھوٹا ہو یا سچّا۔ اتنا ضرور ثابت ہے کہ وہ واقعہ میں نظارہ معلوم ہوتا ہے۔ اور دل کا خیال نہیں ہوتا۔ یہ الگ بحث ہے کہ ایسا نظارہ حقیقی ہوتا ہے یا تخیّل کا نتیجہ۔ جھوٹا ہوتا ہے یا بیماری کا نتیجہ۔ بہرحال اتنا ماننا پڑیگا۔ کہ دماغ میں ایسی خاصیّت ضرور ہے۔ جس سے انسان کی آنکھ بعض دفعہ ایسے نظارے دیکھ سکتی ہے۔ جن کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ دل کا خیال ہوتے ہیں۔ پس آنکھ اگر ایسا نظارہ دیکھ سکتی ہے تو کیا کان ایسی آواز نہیں سُن سکتے۔ آگے یہ الگ سوال ہے کہ ایسے الفاظ سچے ہوتے ہیں یا جھوٹے۔ دماغی نقص کا نتیجہ ہوتے ہیں یا تخیّل۔ اس قسم کی فرضی آوازوں کا جن کو انگریزی میں ہیلوسی نیشن Hallucination کہتے ہیں ہر ایک نے مشاہدہ کیا ہو گا۔ مثلاً الگ کمرے میں بیٹھے ہوئے یا سُنسان جنگل میں چلتے ہوئے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اپنا نام کان میں آ جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم دیتا ہے کہ کوئی ہم کو بُلا رہا ہے۔ گو آپ اس کو وہم کا نتیجہ ہی قرار دیں مگر یہ ناممکن نہیں۔ کہ ایسی آواز آئے۔ پس ثبوت یہ مانگنا ہو گا کہ ایسی آوازیں وہم (دماغی نقص) کا نتیجہ ہوتی ہیں یا واقعہ میں خدا کی آواز (الہام) ان آوازوں کے آنے کا سبب خواہ کوئی بھی ہو۔ اتنا ثابت ہے کہ یہ قلبی خیال نہیں ہوتا۔ مثلاً مجھے اسوقت لیکچر دیتے ہوئے آواز آئے "محمود" تو یہ دل کا خیال نہ ہو گا۔ تم مجھے پاگل خیال کر لو۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ آواز جھوٹی ہے یا دل کا خیال ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ خدا کا کلام دل کا خیال نہیں ہوتا بلکہ وہ محبّت اور شوکت سے پُر۔ اور عظمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہیبت سے بھرپور شاندار الفاظ میں نازل ہوتا ہے۔ جس کو کان ایسے ہی سُنتے ہیں جیسے دو آدمی آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ نیز حضور نے فرمایا۔ کہ ملہم کو بعض ایسی زبانوں میں بھی الہام ہوتا ہے جن کو وہ جانتا نہیں۔ اگر الہام دل کا خیال ہوتا۔ تو یہ ناممکن تھا کہ غیر زبانوں میں الہام ہو۔ پس معلوم ہوا کہ الہام الفاظ میں بھی نازل ہوتا ہے۔ راقم)

کیا خدا کی بھی زبان ہے؟

وحی متلو (لفظی الہام) پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیا خدا کی بھی زبان ہے؟ جس کے ساتھ وہ بولتا ہے۔ کیا اس کا بھی حلق۔ دانت۔ اور Vocal cords وغیرہ ہیں جو الفاظ بناتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ خدا کے ہونٹوں اور زبان سے الفاظ نکلتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ملہم کے کان میں الفاظ سُنائی دیتے ہیں۔ جو غور و فکر کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ (الہام لطیف روحانی اثرات اور آسمانی انوار کی شکل میں دل پر نازل ہوتا ہے۔ جہاں سے وہ لطیف اثر خون کے ذریعے قلبِ غیر عامل (سب کانشس) میں منتقل ہوتا ہے۔ پھر وہ روحانی نور اذن اور مصلحت الٰہی سے کبھی آواز کے مرکز کو حرکت دیتا ہے جس سے ملہم کے کان میں الفاظ سُنائی دیتے ہیں۔ کبھی بصارت کے مرکز کو حرکت ہوتی ہے اور ملہم کو الفاظ لکھے ہوئے نظر آتے ہیں جن کو وہ پڑھتا ہے اور کبھی زبان کے مرکز کو تحریک ہوتی ہے اور ملہم کی زبان پر الہام کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں۔ فضا میں الہام کی آواز کا وجود نہیں ہوتا اور نہ ہی معمولی ہوا کی لہروں سے کان میں یہ الفاظ پہنچتے ہیں۔ جیسا ہم لوگ سُنا کرتے ہیں۔ بلکہ الہام میں آواز کی لہریں اندر (دماغ) سے باہر (کان) کی طرف چلتی ہیں۔ چونکہ الہام کی آواز میں اس مادی ہوا کو دخل نہیں اس لئے دوسرے لوگ عام طور پر الہام کی آواز کو نہیں سُن سکتے۔ ہاں مصلحت الٰہی اگر ملہم کے دوستوں یا دشمنوں کو ان الفاظ پر شاہد بنانا چاہے۔ تو خاص طور پر فضا میں بھی اسی وقت لہریں پیدا کر دی جاتی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں دوسرے لوگ بھی الہام کی آواز کو سُن لیتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کلام کرنے کے لئے زبان کی حاجت نہیں۔ وہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے اس کو ہماری طرح اعضاء کی ضرورت نہیں۔ جب وہ بغیر کانوں کے سُنتا اور بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے تو کیا وہ بغیر زبان کے کلام نہیں کر سکتا؟ راقم)

مدعی الہام اور مجانین کی عام اور دماغی حالتوں میں فرق

میں نے بتا دیا ہے کہ دماغ میں ایسی خاصیت ہے کہ بعض دفعہ انسانی کان ایسی آوازیں سُن لیتا ہے جو دل کا خیال نہیں ہوتیں۔ اور جن کا خارج میں وجود نہیں ہوتا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ایسی آوازیں سُننے والا حقیقتاً خدا کا کلام سُنتا ہے یا یہ آوازیں فرضی اور دماغی نقص کا نتیجہ ہوتی ہیں ٭

(۱) خیال اور واقعہ میں فرق

(۱) جو خیال باطل ہو اس کی تصدیق صرف ایک حس کرتی ہے مگر سچے واقعہ کی تصدیق تمام حسیں کرتی ہیں۔ مثلاً وہمی نظارہ کوئی اگر دیکھے تو گو آنکھ اس کی تصدیق کریگی مگر کان اس کو فوراً جھٹلا دیگا۔ ہاتھ اس کی تردید کردیگا۔ مگر الہام کی تائید کئی حواس کرتے ہیں اور نہ صرف خود ملہم کی ساری حسیں اس میں شامل اور مصدق ہوتی ہیں۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی الہام کو بعض دفعہ محسوس کرتے ہیں٭ *Hallucination* کی نہ صرف دیگر حواس تردید کرتے ہیں۔ بلکہ ایسی فرضی آواز کا شاہد انسان دوسروں کو نہیں بنا سکتا۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ وکلّم اللّٰہ موسیٰ تکلیما۔ ہم نے موسیٰ سے کلام کیا۔ اور وہ معمولی کلام نہ تھا۔ وہ نہایت شاندار کلام تھا۔ اس میں عظمت اور ہیبت تھی۔ اس کی تصدیق موسیٰؑ کے تمام حواس نے کی۔ پس اس میں کسی شک و شُبہ کی گنجائش نہ تھی ٭

(۲) ملہم کی عقلی برتری

(۲) الہام لانے والے کو دوسروں پر عقلی برتری حاصل ہوتی ہے۔ ملہم کا دماغ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف وہم تو بدتر عقل والوں کو ہوتا ہے۔ پس مُدعی الہام کے متعلق وہم یا کسی دماغی نقص کا امکان بالکل نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقلی برتری اور فراست کا تمام عرب قائل تھا۔ چنانچہ تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ تعمیر کعبہ کے دوران میں حجر اسود کے نصب کرنے کے متعلق جب عرب کے قبائل میں جھگڑا ہُوا۔ اور قریب تھا کہ تمام عرب میں خون کی ندیاں چل جائیں۔ تو اس وقت تمام سرداروں نے ہم آواز ہو کر کہا کہ اس نوجوان (محمد صلعم) سے اس کے متعلق مشورہ لیا جائے۔ آنحضرتؐ نے ایک چادر میں سنگِ اسود کو اٹھوا کر جس حکمت عملی اور دُور اندیشی سے تمام عرب کو صدیوں کے جنگ و جدال اور کُشت و خون سے بچالیا۔ وہ عرب کی تاریخ جاننے والوں پر بخوبی روشن ہے۔ نبی کریم صلعم کا دماغ نہایت اعلیٰ تھا۔ آپؐ کو روحانی فراست عطا ہوئی تھی۔ وہم تو ایک دماغی نقص ہے اور جنون کی علامت ہے۔ پس محمد صلعم جیسے عقیل کے متعلق یہ خیال بالکل غلط ہے ٭

(۳) اخلاقی حالتمیں فرق

(۳) مُدعی الہام کی اخلاقی حالت *Normal* (طبعی) ہوتی ہے۔ طبیعت میں سکون۔ مزاج میں حلم اور حرکات میں وقار ہوتا ہے۔ وہمی (مجنون) کی حالت (غیر طبعی) *Abnormal* ہوتی ہے۔ طبیعت میں جوش۔ اور حرکات میں سُرعت ہوتی ہے۔ جذبات پر قابو نہیں ہوتا۔ غصہ کی حالت میں کانپتا ہے۔ ایک ہی بات کی دُھن لگی ہوتی ہے

٭ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کا فعل الہام کے الفاظ کی تصدیق کرتا ہے۔ راقم ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاگل دوسروں سے مل کر کام نہیں کر سکتے۔ سوسائٹی قائم کرنا۔ قوم بنانا۔ جتھہ بنانا ان کا کام نہیں ہوا کرتا۔ کسی Mental specialist (ماہر خصوصی امراضِ اعصاب) سے جا کر پوچھو۔ کیا مجانین ایسے سوشل (تمدّنی) کام کیا کرتے ہیں۔ ادھر مُدّعی الہام حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کی طبیعت میں صبر ہے اور حلم ہے۔ ہر وقت سکون اور اطمینان کی حالت قلب پر طاری ہے سخت سے سخت خطرہ اور خوف کے وقت بھی گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ آپؐ کی ہر طرف نگاہ ہے۔ ہر شعبۂ زندگی پر نظر ہے ہر بات کے متعلق خواہ وہ اخلاقی ہو یا روحانی۔ تمدّنی ہو یا سیاسی ہدایات فرما رہے ہیں۔ ایسے پاگل تو خدا کرے ہم سارے ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ نٓ۔ والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔ وان لک لاجرًا غیر ممنون وانک لعلٰی خلق عظیم (القلم رکوع اوّل) قسم ہے قلم کی اور ان کی جو وہ لکھتے ہیں۔ نہیں تُو فضل سے اپنے ربّ کے دیوانہ۔ اور یقیناً تیرے لئے البتہ بے انتہا ثواب ہے۔ اور یقیناً تُو بڑے خُلق والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے علوم اور عصبی امراض کی کُتب کو بطور گواہ کے پیش کر کے فرماتا ہے۔ کہ ان سب کو چھان مارو۔ تمام کتب کا مطالعہ کر جاؤ۔ تجھے اے محمدؐ یہ علوم ہرگز مجنون ثابت نہ کر سکیں گے۔ کیا ڈاکٹروں کی تحقیقاتیں تجھ کو مجنون ثابت کرتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ تجھے ساری علمی کُتب کی قسم ہے۔ تیرا علم مجنونانہ نہیں۔ وہ دنیا کے علوم کو لے آئیں اور تیرے عمل کو بھی پرکھ لیں۔ ہرگز ہرگز تیرا ایک قول اور ایک حرکت بھی مجنونانہ ثابت نہ ہو گی۔ تیرے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ تیرے قلب میں اطمینان ہے۔ تیرے دل میں اُمنگ ہے۔ تجھے اصلاحِ نفوس کا شوق اور تڑپ ہے۔ تیری چال وسطی ہے۔ تیری خود اعلیٰ تربیت ہوئی ہے۔ تجھے دوسروں کی اعلیٰ تربیت کا ہر وقت خیال ہے۔ تُو نے ہزاروں کاموں کے منصوبے کئے ہوئے ہیں۔ تُو خدا کے کلام کے حقیقی معانی بیان کرتا ہے۔ تجھے کون مجنون کہہ سکتا ہے۔

(۴) مُدّعی الہام کی پالیسی غالب آتی ہے

مُدّعی الہام میں اور مجانین میں ایک اور فرق یہ ہے کہ مُدّعی الہام کی پالیسی ہمیشہ غالب آتی ہے۔ اگر انبیاء علیہم السّلام میں کوئی دماغی نقص ہوتا تو وہ غالب کیوں آتے۔ پاگل کے کام کے نتائج نہیں ہوا کرتے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مجنون کی Hallucination (فرضی آواز) تمام دنیا کی تجاویز پر غالب آ گئی۔ حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنے مخالفوں کو للکارا کہ تم سب میرے مقابلہ میں متفق ہو جاؤ۔ تم سب مل جاؤ۔ میں اکیلا ہوں۔ پھر بھی میں جیتونگا۔ اگر یہ آواز خدا کی طرف سے نہ تھی تو وہ اکیلا کس طرح غالب آ گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵) بڑھاپے میں الہام زیادہ شاندار ہوتا ہے۔ یہ بات یقینی طور پر عام تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہے۔ کہ جو افکار دماغی کیفیت کا نتیجہ ہوں وہ بڑھاپے میں جاکر کمزور ہو جاتے ہیں: کیونکہ انسانی دماغ .. .. بڑھاپے میں جاکر کمزور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی حساسیت بھی عمر بڑھنے سے کم ہو جاتی ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ انکو بڑی عمر میں زیادہ شاندار الہام ہوتے ہیں۔ اور یوں بھی الہام بار بار ہوتا ہے۔ پس کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جب دماغ میں سے فاسفورس مٹ گیا۔ اور اسکے cells (کیسہ) کمزور ہو گئے۔ تو الہام شان میں اور بھی بڑھ گیا اور زیادہ دفعہ ہونے لگا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ عام قانون طبعی کے ماتحت الہام بڑھاپے میں کم ہوتا مگر اسکے بالکل برعکس ہے۔ پس ثابت ہوا کہ الہام بگڑے ہوئے دماغ کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ خدا کا کلام ہوتا ہے جو مدعی الہام پر نازل ہوتا ہے۔ اور اسی کا نمونہ ہوتا ہے جو اسکو چلا رہا ہوتا ہے ؛

اپیل آخر میں میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ قطع نظر میرے مذہب کے تم سب بھی اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہو۔ پس آپکو چاہیئے کہ اسلام کو study (مطالعہ) کرو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سائنس اور مذہب میں حقیقی تصادم ممکن نہیں۔ کوئی سچی سائنس مذہب کے خلاف نہیں۔ اور کوئی سچا مذہب سائنس کے خلاف نہیں۔ اگر آپ کو سائنس کی کوئی تحقیق مذہب سے ٹکراتی نظر آئے تو اسکو میرے پاس لاؤ۔ میں آپکو بتا دونگا کہ تصادم کی کیا وجہ ہے۔ پس یاد رکھو کہ کوئی صحیح فلسفہ اسلام کے خلاف نہیں۔ تم کو سب سے اچھا مذہب ملا ہے۔ اور ایسا مذہب ملا ہے کہ کفار بھی اسکے متعلق حیرت سے کہتے کہ کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔ (ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین (الحجرع)) اور ہمارا یہ مذہب ہوتا۔ اس کا ایک تاریخی ثبوت بھی ہے۔ ایکدفعہ ایک مسلمان اور یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا مقدمہ فیصلہ کے لئے لائے۔ آپ نے انصاف سے فیصلہ کر دیا اور یہودی کو مسلمان کے مقابلہ میں حق دے دیا۔ تو اس پر یہودی بولا۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو اس دین میں بتایا نہ گیا ہو۔ یہ دین ہے تو جھوٹا مگر ہے مکمل۔

پس تم اس دین کی قدر کرو۔ مذہب کا احترام کرنا سیکھو۔ اور اسلامی روح اپنے اندر پیدا کرو۔ تمھاری کامیابی اور ترقی کا راز قرآن میں ہے۔ اسلام کی پیش کردہ تعلیم تمام دنیا پر غالب رہیگی۔ اور اسلام کی بتائی ہوئی تدابیر ہی تم کو دنیا میں کامیاب کرینگی۔ پس قرآن کو ہاتھ میں لو۔ اسکو سٹڈی کرو (سیکھو) اس کتاب کا احترام کرو۔ اس کی آیات پر ہنسی نہ کرو۔ اور یہ نہ سمجھو کہ قرآن بس اتنا ہی کہتا ہے کہ کلوا واشربوا (کھاؤ اور پیو)۔ اپنے مذہب کا مطالعہ کرو اور قرآن کو سیکھو۔ اس میں وہ علوم ہیں جو تمام دنیا کے تمدن کو ہیچ کر دینگے۔ قرآن کی پالیسی تمام دنیا پر غالب رہیگی اور لوگ پکار اُٹھینگے کہ دانا آگئے اب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاگلوں کے لئے ٹھکانا نہیں۔ قرآن پر عمل کرنیوالوں کی روحانی اور جسمانی دونو امور میں برتری ہوگی۔ لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ دنیا میں بلند ہوگا۔ اور اسلام کی حکومت آج سے ۱۳۰۰ سال قبل کی طرح پھر دنیا پر قائم ہوگی۔ آمین ؛

عیسائیوں سے ہمارے بیس مطالبات

(مقتبسہ از تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

نوٹ:۔ ذیل میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات سے عیسائیوں کی خدمت میں بیس مطالبات پیش کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ان کے جوابات مدلل ہوں۔ نہ کہ چند دعاوی ہی پیش کیا جائے۔ جو خود محتاج ثبوت ہوں ؛

(ب) حاشیہ میں جسقدر بائیبل کے حوالجات درج ہیں یہ ناقل نے تحریر کئے ہیں ؛

(۱) حسب بیان یہود مسیح سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور یہودیوں کے اس بیان کی خود حضرت مسیح کے اقوال میں تائید پائی جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح انجیل میں فرماتے ہیں۔ کہ "اس زمانہ کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں۔ انکو کوئی نشان نہیں دکھایا جائیگا"[۱] پس ظاہر ہے۔ کہ اگر مسیح نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھایا ہوتا۔ تو ضرور وہ یہودیوں کی اس درخواست کے وقت ان معجزات کا حوالہ دیتے ؛

(۲) خدا ہو کر یسوع مرتا ہے۔ کیا خدا بھی مرا کرتا ہے۔ اگر محض انسان مرا ہے۔ تو پھر یہ دعویٰ کیوں ہے۔ کہ ابن اللہ نے انسانوں کیلئے جان دی۔ پھر وہ ابن اللہ کہلا کر قیامت کے وقت سے بھی بیخبر ہے۔ جیسا کہ مسیح کا اقرار انجیل میں موجود ہے۔ کہ باوجود ابن اللہ ہونیکے وہ نہیں جانتا۔ کہ قیامت کب آئیگی[۲]۔ قیامت تو دور رہے۔ اسکو یہ خبر بھی نہ تھی۔ کہ جس انجیر کے درخت کی طرف چلا۔ اسپر کوئی پھل نہیں ہے[۳]۔ اگر اسمیں اللہ تعالیٰ کی روح تھی اور یہ خود اللہ تعالیٰ ہی تھے۔ تو لاعلمی کے اقرار کی کیا وجہ۔ کیا خدا تعالیٰ بعد علم کے نادان بھی ہو جایا کرتا ہے؟

(۳) ایسا خدا کیونکر خدا ہے۔ جو ایک انسان کی طرح بڈھا ہو کر بعض قویٰ اسکے بیکار ہو جاتے ہیں۔ نیز ایسا خدا کیسا ہے جسکو کوڑے لگیں۔ جسکے منہ پر[۴] تھوکا جائے۔ اور جسکو حوالات میں رکھا جائے۔ اور آخر اس کو صلیب پر کھینچا جائے۔ تب وہ اپنے بندوں کے گناہ بخش سکتا ہو۔ اور وہ دعائیں کرتا ہے۔ لطف یہ کہ تمام رات کی عاجزانہ اور مضطربانہ دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں[۵]۔ اور خدا تو تین [illegible] ہا

۱؎ متی ۱۲/۳۹ ۔ ۲؎ مرقس ۱۳/۳۲ ۔ ۳؎ متی ۲۱/۱۹ ۔ ۴؎ دیکھو متی ۲۷ ۔ ۵؎ دیکھو متی ۲۶/۳۹ ۔ ۶؎ دیکھو متی ۲۷/۵۰

۷؎ دیکھو متی ۲۶/۳۸ و متی ۲۸/۵۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن اس کے بندے بغیر خدا کے تین دن تک جیتے رہے ٭

(۴) مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا۔ تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ اور تمام عمر خاوند نہ کرے۔ پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح عین حمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا۔ حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا۔ اور اس کی پہلی بیوی موجود تھی ٭

(۵) تثلیث کا اس توریت میں بالکل ذکر تک نہیں۔ جو موسیٰؑ کو دی گئی۔ اور نہ ہی اس تعلیم کا انجیل میں ذکر ہے۔ ہم عیسائیوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ تثلیث کا ماخذ اور ثبوت عقلی پیش کریں۔ جو مدلل ہو ٭

(۶) پولوس حضرت عیسیٰؑ کی زندگی میں آپکا دشمن تھا۔ اگر مسیحؑ کے بعد وہ ایک رسول کے رنگ میں ظاہر ہونیوالا تھا۔ جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔ تو ضرور حضرت مسیحؑ اسکی نسبت کچھ خبر دیتے۔ خاصکر اسوجہ سے تو خبر دینا نہایت ضروری تھا۔ جبکہ پولوس حضرت عیسیٰؑ کی حیات کے تمام زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ سے سخت برگشتہ رہا۔ اور انکے دکھ دینے کیلئے طرح طرح کے منصوبے کرتا رہا۔ تو ایسا شخص انکی وفات کے بعد کیونکر امین سمجھا جا سکتا ہے۔ بجز اسکے کہ خود حضرت مسیحؑ کی طرف سے اسکی نسبت کھلی کھلی پیشگوئی پائی جائے۔ اور اسمیں صاف طور پر درج ہو کہ پولوس اگرچہ میری حیات میں میرا سخت دشمن رہا ہے۔ اور مجھے دکھ دیتا رہا ہے۔ لیکن میرے بعد وہ خدا تعالیٰ کا رسول اور نہایت مقدس آدمی ہو جائیگا۔ بالخصوص جبکہ پولوس ایسا آدمی تھا۔ کہ اس نے موسیٰؑ کی توریت کے برخلاف اپنی طرف سے نئی تعلیم دی۔ سؤر حلال کیا۔ ختنہ کی رسم تو توریت میں ایک مؤکد رسم تھی۔ اور تمام نبیوں کا ختنہ ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیحؑ کا بھی ختنہ ہوا تھا۔ حکم الٰہی منسوخ کر دیا۔ اور توریت کی توحید کی جگہ تثلیث قائم کر دی۔ اور توریت کے احکام پر عمل کرنا غیر ضروری ٹھیرایا۔ اور بیت المقدس سے بھی انحراف کیا۔ تو ایسے آدمی کی نسبت جس نے موسوی شریعت کو زیر و زبر کر دیا۔ ضرور کوئی پیشگوئی چاہیئے تھی۔ پس جبکہ انجیل میں پولوس کے رسول ہونیکے بارے میں خبر نہیں۔ اور حضرت عیسیٰؑ سے اسکی عداوت ثابت۔ اور توریت کے ابدی احکام کا وہ مخالف۔ تو اسکو کیوں اپنا مذہبی پیشوا بنایا گیا۔ کیا اسپر کوئی دلیل ہے؟

(۷) انجیلوں میں بہت سے ایسے کلمات پائے جاتے ہیں۔ جن سے نعوذ باللہ حضرت مسیحؑ کے صدق مقال پر حرف آتا ہے۔ مثلاً وہ ایک چور کو وعدہ دیتے ہیں۔ کہ آج بہشت میں تو میرے ساتھ روزہ کھولیگا۔ اور ایک طرف وہ خلاف وعدہ اسی دن دوزخ میں جاتے ہیں۔ اور تین دن دوزخ ہی میں رہتے ہیں ٭

---

۱ دیکھو گلتیوں ۲/۲۱ تا ۱۶۔ ۲ دیکھو لوقا ۲/۱۱۔ پیدائش ۱۸/۱۲ و پیدائش ۱۷۔ ۳ دیکھو گلتیوں ۵/۲۔
۴ دیکھو گلتیوں ۲/۲۱۔ ۵ دیکھو لوقا ۲۳/۴۳۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۸) انجیلوں میں[1] یہ بھی لکھا ہے۔ کہ شیطان مسیح کو آزمائش کیلئے کئی جگہ لئے پھرا۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ مسیح (خدا ہو کر بھی) شیطان کی آزمائش سے بچ نہ سکا۔ اور شیطان کو خدا کی آزمائش کی جرأت ہوگئی ؛

(۹) جب یہود نے مسیح کو ابن ہونیکی وجہ سے پتھراؤ کرنا چاہا۔ تو کیوں حضرت مسیحؑ نے انہیں نہ کہا۔ کہ میری ابنیت کا ثبوت تمھاری کتاب توریت میں موجود ہے۔ اسکو لاؤ۔ میں دکھاتا ہوں۔ اسمیں میری نسبت لکھا ہے۔ کہ مسیحؑ درحقیقت خدا کا بیٹا بلکہ خود خدا ہے۔ قادر مطلق۔ عالم الغیب وغیرہ صفات الوہیت سے موصوف ہونیکا تمھیں ثبوت دکھلاؤنگا۔ یہ تمھاری غلطی اور کم توجہی ہے۔ تمھاری کتاب مجھے خدا بنا رہی ہے۔ دوسرا ثبوت وہ یہ دیتا۔ کہ آؤ خدا کی علامتیں مجھ میں دیکھ لو۔ جیسے خدا نے آفتاب۔ ماہتاب۔ ستارے زمین وغیرہ کو پیدا کیا۔ ایک قطعہ زمین کا یا کوئی ستارہ یا کوئی اور چیز میں نے پیدا کی ہے۔ اور اب بھی پیدا کر کے دکھلا سکتا ہوں۔ اور نبیوں کے معمولی معجزات سے بڑھ کر مجھ میں قوت اور قدرت حاصل ہے اگر ایسا ثبوت دیتے تو یہودیوں کا منہ بند ہو جاتا۔ مگر مسیحؑ نے ان دو ثبوتوں میں سے کسی ثبوت کو بھی پیش نہیں کیا ؛

(۱۰) عیسائیوں سے ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ جواب دیں۔ وہ طریق نجات جو مسیحؑ کی زبان سے ثابت ہوتا ہے۔ پیش کریں۔ جو مدلل اور معقول ہو۔ اور انہیں کے قول مبارک سے اسکی نشانیاں بھی پیش کریں۔ کوئی حقیقت بغیر نشانوں کے ثابت نہیں ہوسکتی۔ دنیا میں ایک معیار حقائق شناسی کا یہ ہے۔ کہ انکی نشانیوں سے پرکھا جائے۔ کوئی پادری ایسا پیش کریں۔ جو اس بات کا ثبوت دے۔ کہ میں بموجب فرمودہ مسیحؑ کے نجات پا گیا ہوں۔ کہ وہ نشانیاں نجات اور کامل ایمانداری کی جو حضرت مسیحؑ نے[2] مقرر کی ہیں۔ وہ مجھ میں موجود ہیں ؛

(۱۱) ابطال الوہیت مسیحؑ کے لئے ہماری کامل کتاب نے جو دلیل استقرائی طور پر پیش کی ہے عیسائیوں سے پیش کر کے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی کتاب کے رو سے جسکو وہ کامل خیال کرتے ہیں۔ ایسا ہی ثبوت اثبات الوہیت مسیحؑ کا پیش کریں۔ ہماری دلیل استقرائی یہ ہے۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام یعنی حضرت مسیحؑ بیشک نبی تھے۔ مگر وہ انسان تھے۔ تم نظر اٹھا کر دیکھو کہ جب سے یہ سلسلہ تبلیغ اور کلام الٰہی کے نازل کرنیکا شروع ہوا ہے۔ ہمیشہ اور قدیم سے انسان ہی رسالت کا مرتبہ پا کر دنیا میں آتے رہے ہیں۔ یا کبھی اللہ تعالیٰ کا بیٹا بھی آیا ہے۔ قد خلت سے اسی مدعا پر استدلال کیا گیا ہے۔ کیا اس کی نظیر کسی زمانہ میں پائی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بیٹا بھی اس مقصد کی سرانجام دہی کے لئے

سٹ ۱ دیکھو مرقس ۱/۱۲و۱۳ لوقا باب ۴/۱ تا ۱۳ ۔ سٹ ۲ دیکھو مرقس ۱۶/۱۷و۱۸ لوقا ۱۰/۱۷ یوحنا ۱۴/۱۲ متی ۱۷/۱۹-۲۱ مرقس ۹و۱۱/۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھیجا ہو۔ قرآن نے ابطال الوہیت مسیحؑ کے لئے سب سے پہلی دلیل استقرائی ہی پیش کی ہے۔ اور پھر بعد اسکے اور دلیل پیش کرتا ہے۔ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ یعنی والدہ مسیحؑ کی راستباز تھی۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اگر حضرت مسیحؑ کو اللہ جلشانہٗ کا حقیقی بیٹا تصوّر کر لیا جائے۔ تو پھر یہ ضروری امر ہے۔ کہ وہ دوسروں کی طرح ایسی والدہ کے اپنے تولّد میں محتاج نہ ہوں۔ جو باتفاق فریقین انسان تھی۔ کیونکہ یہ بات ظاہر اور کھُلی کھُلی ہے کہ قانون قدرت اللہ جلشانہٗ کا اسی طرح پر واقعہ ہے۔ کہ ہر ایک جاندار کی اولاد اسکی نوع کے موافق ہُوا کرتی ہے۔ پھر ایک تیسری دلیل یہ پیش کی۔ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ۔ یعنی وہ دونو حضرت مسیحؑ اور اس کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ یہ تو ظاہر اور بدیہی طور پر متحقق ہے۔ کہ انسان اسواسطے کھانا کھانیکا محتاج ہے۔ کہ ہمیشہ اسکے بدن میں سلسلہ تحلیل جاری ہے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ مسیحؑ ان حاجتوں سے بری نہ تھے۔ جو تمام انسانوں کو لگی ہوئی ہیں۔ پھر یہ ایک عمدہ دلیل کیونکر اس بات کی ہے کہ وہ باوجود ان دردوں اور دُکھوں کے خدا تھے۔ درد ہم نے اسواسطے کہا۔ کہ بھُوک بھی ایک قسم کا درد ہے۔ اور اگر زیادہ ہو جائے۔ تو موت تک نوبت پہنچاتی ہے ؛

(۱۲) سوال نمبر ۱۱ کے جواب میں عیسائی لوگ چند پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں۔ لیکن وہ قابل تسلیم نہیں (ناقل) کیونکہ ہمیں ان پیشگوئیوں کی صحت۔ اور پھر تاویل صحت۔ اور پھر صحت ادعا مسیح میں آپ کے (عیسائیوں) کے ساتھ اتفاق نہیں۔ اور آپ مدعی صحت ہیں۔ تو آپ پر یہ لازم ہوگا۔ کہ ان مراتب کو مصفّا اور منقح کر کے ایسے طور سے دکھلاویں۔ کہ جس سے ثابت ہو جائے۔ کہ ان پیشگوئیوں کی تاویل میں یہودی جو اصلی وارث توریت کے کہلاتے ہیں۔ وہ بھی آپکے ساتھ ہیں۔ اور کل مفسر بھی آپکے ساتھ ہیں۔ اور مسیحؑ نے بھی تمام پیشگوئیوں کو جو آپ ذکر کرتے ہیں۔ بحوالہ کتاب۔ و باب و آیت پورے طور پر بیان کر کے اپنی طرف منسوب کی ہیں۔ انکی رائے کے مخالف آجتک کسی وارث توریت نے اختلاف بیان نہیں کیا۔ (علمائے یہود کی سند کیلئے مسیح کا فرمان متی ۲۳ باب ۲ تا ۴ دیکھو۔ ناقل)

(۱۳) (اگر یہ سوال حل طلب ہو۔ کہ استقرا کیا چیز ہے۔ اور استقرا کی تعریف کیا ہے۔ ناقل) تو بتایا جائے کہ استقرا اسکو کہتے ہیں۔ کہ جزئیات مشہودہ کا جہاں تک ممکن ہے۔ تتبع کر کے باقی جزئیات کا انہیں پر قیاس کا نام ہے۔ مثلاً نوع انسان کا تمام جزئیات کا تتبع (جہاں تک حد امکان میں ہیں) ہو کر یہ مسلم الثبوت امر قرار پا چکا ہے۔ کہ انسان کی دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ تو اب یہ دو آنکھیں ہونیکا مسئلہ اسوقت تک قائم اور برقرار سمجھا جائیگا۔ جبتک اسکے مقابل پر چار یا زیادہ آنکھوں کا ہونا ثابت نہ کر دیا جائے۔ اسی بنا پر سوال نمبر ۱۱ کے ناقل) حی اللہ جلشانہٗ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ معقولی دلیل کہ قد خلت من قبلہ الرسل جو بطور استقراء بیان کی گئی ہے۔ ایک قطعی اور یقینی استقرا ہے۔ جبتک اس دلیل کو توڑ کر نہ دکھایا جائے۔ اور یہ ثابت نہ کیا جائے۔ کہ خدا کی رسالتوں کو لیکر خدا کے بیٹے بھی آیا کرتے ہیں۔ اسوقت تک حضرت مسیح کا حقیقی بیٹا ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ جواب نہ ہو۔ کہ آگے تو نہیں آیا۔ مگر اب تو آگیا۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ فن مناظرہ میں اس کا نام مصادرہ علی المطلوب ہے یعنی جو امر متنازعہ فیہ ہے۔ اسی کو پیش کر دیا جائے۔ مطلب یہ۔ کہ زیر بحث تو یہی امر ہے۔ کہ حضرت مسیح اس سلسلہ متصلہ مرفوعہ کو توڑ کر کیوں بحیثیت ابن اللہ ہونے کے دنیا میں آگئے ؛

(۱۴) جب یسوع نے یوحنا باب ۱۰ کے ان کلمات کو پیش کیا۔ تو یہود نے انہیں کافر قرار دیکر پتھراؤ کرنا چاہا کلمات یہ ہیں: "میرا باپ جس نے انہیں مجھے دیا ہے۔ سب سے بڑا ہے۔ اور کوئی انہیں میرے باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں لے سکتا۔ میں اور باپ ایک ہیں۔ تب یہود نے پتھر اُٹھائے۔ کہ اسپر پتھراؤ کریں۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کہ میں نے اپنے باپ کے بہت سے اچھے کام تمہیں دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے لئے تم مجھے پتھراؤ کرتے ہو۔ یہود نے اسے جواب دیا۔ اور کہا۔ کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہیں بلکہ اسلئے پتھراؤ کرتے ہیں۔ کہ تو کُفر بکتا ہے۔ اور انسان ہوکے اپنے تئیں خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے۔ جو میں نے کیا۔ کہ تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا۔ خدا کہا۔ اور ممکن نہیں۔ کہ کتاب باطل ہو۔ تم اُسے جسے خدا نے مخصوص کیا۔ اور جہان میں بھیجا۔ کہتے ہو۔ کہ تو کُفر بکتا ہے۔ ... ... کہ میں نے کہا۔ کہ میں خدا کا بیٹا ہوں" (یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۰ سے ۳۷ تک - ناقل)

اب ظاہر ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح درحقیقت اپنے تئیں ابن اللہ جانتے۔ اور حقیقی طور سے اپنے تئیں خدا کا بیٹا تصوّر کرتے۔ تو اس بحث اور پرخاش کے وقت کیوں کُھلے طور پر نہ کہتے۔ کہ میں درحقیقت ابن اللہ ہوں۔ خدا کا حقیقی بیٹا ہوں۔ بھلا یہ کیا جواب ہے۔ کہ میں اگر اپنے تئیں بیٹا قرار دیتا ہوں۔ تو تمہیں بھی تو خدا کہا گیا ہے۔ بلکہ اس موقعہ پر یہود کو توریت کی پیشگوئیوں سے ثابت کر دکھاتے۔ کہ میں خدا ہوں۔ قادر مطلق ہوں۔ خدا کا ہمتا بھی ہوں۔ کونسا مرتبہ خدائی کا ہے۔ جو مجھ میں نہیں ہے۔ غرضکہ یہ مقام۔ انجیل شریف کے تمام مقامات اور بائیبل کی تمام پیشگوئیوں کو حل کرنیوالا ہے۔ اور بطور انکی تفسیر کے ہے یہود کا سوال حقیقی ابن اللہ کے دلائل دریافت کرنے کیلئے تھا۔ اگر چند نمونے خدا ہونے کے دکھلادیتے۔ تو فیصلہ ہو جاتا۔ اگر مسیح نے اپنے افعال سے خدائی کا ثبوت دیا ہو۔ تو عیسائیوں کو وہ مقام پیش کرنا چاہیئے ؛

✤ حاشیہ۔ مسیح نے ایک خدا کی تعلیم دی۔ دیکھو یوحنا ۱۷/۳ - متی ۲۲/۳۷ - لوقا ۱۰/۲۷ - مرقس ۱۲/۲۹ تا ۳۳ - یسعیاہ ۴۶/۱۰ خروج ۲۰/۲ - استثنا ۴/۳۵ و ۶/۴ - یسعیاہ ۴۵/۵ - یوحنا ۵/۴۴ - کرنتھیوں ۸/۴ تا ۶ وغیرہ (ناقل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۵) عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو خدا ٹھیراتے ہیں۔ تو انکے پاس حضرت موصوف کی الوہیت پر کیا دلیل ہے؟ کیونکہ دنیا میں بہت سے ایسے فرقے پائے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اپنے پیشواؤں کو خدا ٹھیرا رکھا ہے۔ جیسے بدھ کے لوگ۔ اور ہندو راجہ رامچندر جی۔ کرشن۔ برھما۔ بشن اور مہادیو کے متعلق اپنے پرانوں اور شاستروں کے رُو سے انکی خدائی پر منقولی دلائل پیش کیا کرتے ہیں۔ تو پھر ایسی صورت میں ان متفرق خداؤں میں سے ایک سچا خدا ٹھیرانے کیلئے ضروری نہیں؟ بڑے بڑے معقولی دلائل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دعویٰ میں اور منقولی ثبوتوں کے پیش کرنے میں وہ سب صاحب عیسائیوں کے ساتھ شریک ہیں۔ بلکہ منقولات کے پیش کرنے میں شریک غالب معلوم ہوتے ہیں +

(۱۶) عیسائی جبکہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے لئے ضروری ہے۔ کہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہو۔ تو اب یہ جو تقسیم کی گئی ہے۔ کہ ابن اللہ کامل خدا۔ اور باپ کامل خدا۔ اور رُوح القدس کامل خدا۔ اسکے کیا معنی ہیں اور کیا وجہ کہ یہ تین نام رکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ تفریق ناموں کی اس بات کو چاہتی ہے۔ کہ کسی صفت کی کمی بیشی ہو۔ تو پھر وہ تینوں اقنوم میں مابہ الامتیاز کون ہے۔ جس امر کو مابہ الامتیاز قرار دینگے۔ وہ بھی منجملہ صفات کاملہ کے ایک صفت ہو گی۔ جو اس ذات میں پائی جانی چاہیئے۔ جو خدا کہلائے۔ اب جبکہ اس ذات میں پائی گئی۔ جو خدا قرار دیا گیا۔ تو پھر اسکے مقابل پر کوئی اور نام تجویز کرنا یعنی ابن اللہ کہنا یا رُوح القدس قرار دینا بالکل بے سود ہو جائیگا +

(۱۷) اگر آپ صاحبوں کی نظر میں درحقیقت حضرت مسیحؑ خدا ہیں۔ تو انکی خالقیت وغیرہ صفات اُلوہیت کا ثبوت دیجئے۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا اپنی صفات کو آسمان پر چھوڑ کر مجرد اور برہنہ ہو کر دنیا میں آجائے۔ اسکی صفات اسکی ذات سے لازم غیر منفک ہیں۔ اور کبھی تعطل جائز نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ وہ خدا ہو کر پھر خدائی کی صفات کاملہ ظاہر کرنے سے عاجز ہو +

(۱۸) آپ کہتے ہیں۔ کہ عہد عتیق میں حضرت مسیحؑ کی خدائی کیلئے پیشگوئیاں موجود تھیں۔ ہمیں تحیر پر تحیر ہوتا ہے۔ کہ اگر ایک پیشگوئی ہوتی۔ اور یہودیوں کو سمجھ نہ آتی۔ تو معذور ٹھیر سکتے تھے۔ پھر یہ کیا وجہ۔ کہ باوجود کثیر پیشگوئیوں کے پائے جانے کے ایک پیشگوئی بھی انکو سمجھ نہ آئی۔ اور کبھی اور کسی زمانہ میں انکا یہ عقیدہ نہ ہوا۔ کہ حضرت مسیحؑ بحیثیت خدائی دنیا میں آئینگے۔ ان میں نبی بھی تھے۔

+ حاشیہ۔ حوالجات ذیل میں خدائی صفات کے پائے جانے سے حضرت مسیحؑ کی محرومی ثابت ہوتی ہے:۔

القیوم کی صفت سے محرومی متی ۲۰/۲۴
قدوس ″ ″ ″ ″ لوقا ۱۸/۱۹
لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ″ ″ لوقا ۸/۲۳

العظیم کی صفت سے محرومی مرقس ۱۳/۳۲
القادر ″ ″ ″ یوحنا ۵/۳۰ وما قبل
الغنی ″ ″ ″ مرقس ۱۴/۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راہب اور عابد بھی تھے۔ مگر کسی نے ان میں سے بطور شرح یہ نہ لکھا۔ کہ ایک خدا بھی انسانی جامہ میں آنیوالا ہے۔ کیا وہ سارے ہی بیوقوف تھے۔ اگر جواب ہو۔ کہ وہ متعصب تھے۔ تو اس تعصب کی محرک حضرت مسیحؑ کے ظہور سے پہلے کونسی چیز تھی (حضرت مسیح کا حواریوں کو یہود کی تمام باتیں ماننے کا ارشاد متی ۲۳ تا ۲ ملاحظہ ہو۔ ناقل)

(۱۹) آپ لوگوں کا یہ دعویٰ کہ آسمان کے نیچے دوسرا نام نہیں۔ جس سے نجات ہو۔ اور نیز یہ بھی کہ مسیحؑ گناہ سے پاک تھا۔ اور دوسرے نبی گناہ سے پاک نہیں۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو اسکا ثبوت مسیحؑ کے اقوال سے دیا جائے۔ یعنی وہ مقام پیش کیا جائے۔ جہاں پر مسیحؑ نے فرمایا ہے۔ کہ میں خدا کے نزدیک ہر ایک قصور اور ہر ایک خطا سے پاک ہوں۔ بلکہ ... ... خلاف اسکے مسیحؑ اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں۔ لوقا ۱۸/۱۹ سے ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے نیک ہونے سے انکار کیا ✦

(۲۰) آپ لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ مسیح کا مصلوب ہونا قانون قدرت کے خلاف نہیں۔ ایک شخص دوسرے شخص کا قرضہ اپنی دولت سے ادا کر سکتا ہے۔ یہ مثال بالبداہت باطل ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ ایک مجرم کے عوض دوسرا سزایاب ہو سکتا ہے اسکی نظیر دنیا میں کہاں ہے۔ کیا انگریزی قوانین میں کوئی ایسی دفعہ موجود ہے۔ کہ زید کے گناہ کرنے سے بکر کو سولی پر کھینچا جائے ✦ غلام حسین صوبیدار بھوجھال کلاں حال چک ۱۸۱ ایلی ...

دُنیا ایک مصلح اعظم کے لئے بیتاب

ہمعصر آتمک پتن نے مندرجہ ذیل مختلف اقوال جمع کرکے ان کا مصداق اپنے دیوگورو بھگوان کو بتایا ہے۔ حالانکہ ایک ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دنیا، ان مذہبی دنیا روحانیت و نجات کی خواہشمند دنیا کو جس مصلح اعظم کا انتظار ہے وہ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ وجود مسعود ہے جو انہیں خدا تک پہنچائے۔ اور اسی زندگی میں نجات دلائے۔ لاریب وہ ہمارا مسیح موعودؑ ہے۔ دیکھنے والی آنکھ دیکھے اور غور کرنے والا دماغ غور کرے اور روحانیت کا متلاشی دل شیوۂ تسلیم اختیار کرے۔ کہ اسی میں اسکی بہبودی کا راز مضمر ہے (ایڈیٹر)

(۱) سکھوں کے آخری اور مشہور گورو شری گوبند سنگھ صاحب کا یہ بچن بتایا گیا ہے:- "دیہہ کلنک[1] جدا دیگا۔ تحاق اگ منسا دیگا"

یعنی جب اس دنیا میں نش کلنک یا سچے اور پورن پوتر دیو کا ظہور ہوگا تب وہ دھرم کے بارہ میں نئے متوں کا

---

[1] دیکھو صفحہ ۳۳ کتاب سکھ ازم (Sikhism) مصنفہ ریورینڈ ای گلفورڈ صاحب مشنری ترنتارن ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرکاش کریں گے ؛

(۲) کلکتہ کے مرحوم رائے بہادر نریندر ناتھ سین نے اپنے روزانہ اخبار "انڈین مرر" کلکتہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۰ء میں لکھا تھا:-
"آجکل کا زمانہ گویا نیچ حیوانی زندگی کا زمانہ ہے۔ اور یہ جگ لوگوں کی ایسی خوفناک حالت سے مکتی کے لئے ایک اوتار کے ظاہر ہونے کی آرزو کر رہا ہے"

(۳) ہندوستان کے مشہور ملک الشعراء ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹھاکر صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے:-
"کون جانتا ہے۔ کہ ایشیا کے انتہائی مشرقی اُفق پر کسی ایسے سورج کا پرکاش نہیں ہو چکا ہے اور ایسا دن ابھی بھی نہیں چڑھ چکا ہے (یعنی کوئی ایسا ظہور ہو چکا ہے)..... کہ جو ضرور تمام دنیا کو اپنی روشنی سے منوّر کر دے گا"

(۴) مسٹر جے۔ ایچ مور صاحب نے اپنی کتاب Ethics and Education یعنی علم الاخلاق اور تعلیم کے صفحہ ۹ پر یہ ظاہر کیا ہے:-
"ہمیں ایک نئے نجات دہندہ کی ضرورت ہے۔ ہاں ایک ایسے نجات دہندہ کی۔ جو ہمیں ان بیڑیوں سے آزاد کرے۔ کہ جن میں ہم بچپن سے ہی جکڑے جاتے ہیں"

(۵) مسٹر فلپ ٹامس صاحب نے رسالہ "پازٹی وسٹ ریویو" بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں ایک آرٹیکل کے دوران میں یہ لکھا ہے:
"روشن دماغ انسان پرانے دقیانوسی مذہب سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں.... مشاہدہ اور سوچ وچار کی طاقتوں کا ٹھیک استعمال کر کے اب ہمارے لئے اُن مسائل پر یقین کرنا ممکن نہیں رہا"

(۶) مرحوم پروفیسر ڈبلیو جیمز صاحب نے یہ لکھا ہے:-
"انسانوں کو جس چیز کی بڑی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کے عقیدوں کو توڑ پھوڑ کر اُن کی بخوبی چھان بین کی جائے اور سائنس کی شمال مغربی ہوا اُن میں داخل ہو کر اُن کی مریضانہ اور وحشی پن کی حالت دُور کرے" (دیکھو پروفیسر جے آر تھامس صاحب ایم اے کی کتاب Introduction to science یعنی سائنس کی تمہید صفحہ ۲۲۴)

(۷) ڈاکٹر پال ڈیسکورس صاحب نے رسالہ "پازٹی وسٹ ریویو" بابت ماہ جون ۱۹۲۰ء میں یہ تحریر کیا ہے:-
"دنیا کی حالت کو بہتر کرنے کا اس سے بڑھ کر کوئی طریقہ نہیں کہ کوئی ایسا مذہب ظاہر یا نشوونما ہو کہ جو سائنس پر مبنی ہو۔ اور جس کا مقصد اس دنیا میں انسان کی اخلاقی اور مادی بہتری کرنا ہو"

(۸) ایک بہت مشہور معروف جرنلسٹ ۱۶ مارچ ۱۹۲۷ء کے اخبار "بندے ماترم" میں لکھتے ہیں:-
"سائنس کی انتہائی ترقی کا یہ نتیجہ ہو گا کہ ہمارا مذہبی احساس پرانی رسوم سے اپنا دامن چھڑا کر زمانہ کے مطابق نئے اصول سے اپنا رشتہ جوڑیگا۔ اب یہ امید رکھنا تو عبث ہے۔ کہ ہم دوبارہ اُن مذہبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقائد کے قائل ہو جائیں۔ کہ جن کا طلسمی اثر سائنس نے زائل کر دیا ہے۔ بیسویں صدی کے انسان کے مذہبی احساس نے قومی خدمت اور مجلسی تحریک اور انسانیت پرستی کی مختلف صورتیں اختیار کر لی ہیں۔۔۔۔۔۔ آئندہ زمانے کا انسان اگر سچ بولیگا۔ تو اسلئے نہیں کہ منو سمرتی یا قرآن یا انجیل میں ایسا لکھا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ سچائی بذاتہٖ خود ایک خوبصورت چیز ہے۔۔۔۔۔ آئندہ زمانے کا مذہب ایک نئی (اعلیٰ) زندگی کا محرک ہو گا۔"

(۹) امریکہ کی مس لیلیٰ گشفن ڈرامہ کی نہایت قابل آرٹسٹ اخبار "لبرٹی" میں یہ لکھتی ہیں:۔

"میں نہایت صاف الفاظ میں یہ کہتی ہوں کہ میرا اعتقاد یہ ہے۔ کہ آخری عالمگیر مذہب کے متعلق پہلی نورانی شعاع ہندوستان سے پیدا ہو گی۔ کیونکہ ہندوستان وہ سرچشمہ ہے جس سے ہمیں بہت سی بھلی باتیں حاصل ہوئی ہیں۔ ہمیں اس سے روحانیت ملی ہے۔ وہیں سے اُس خیال کا آغاز ہو گا۔ جو آئندہ مذہب کی بنیاد کا کام دیگا۔۔۔۔۔ تمام دُنیا کو گھیر لے گا۔ اور وہ ہر جگہ ہر شخص کے دل اور دماغ پر قبضہ کر کے اُسے اپنا گرویدہ بنا لیگا۔" (اخبار پرتاپ ۲۹ ؍ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(۱۰) ایک اور لوکل اخبار نے اپنے ۱۷ ؍ نومبر ۱۹۲۸ء کے پرچے میں ہمارے ملک کو اس زمانے کے جھوٹے مذاہب نے جس طرح برباد کر رکھا ہے۔ اُس کا ذکر کرنے کے بعد اُس حالت سے ہندوستان کی نجات کے متعلق یہ لکھا ہے:۔

"ہندوستان کو ایک ایسے ہادی کی ضرورت ہے۔ جو جھوٹے مذاہب کے خلاف جنگ کرنے کے لئے میدان میں ڈٹ جائے"

(۱۱) مسٹر ڈبلیو جیکل صاحب ایم۔ اے نے اپنی کتاب The Bible untrustworthy یعنی ناقابلِ اعتبار بائیبل کے صفحہ ۲۶۵ پر یہ رقم کیا ہے:۔

"تمام سوچ و بچار رکھنے والے لوگوں کے سامنے یہ امر قطعی صاف ہے۔ کہ ہمیں ایک نئے مذہب کی ضرورت ہے"

(۱۲) اور پھر آگے چل کر انہوں نے اُس کے صفحہ ۲۶۶ پر یہ لکھا ہے:۔

"ہماری امید ہندوستان سے ہی پوری ہو گی"

اِن تمام امیدوں کا مرکز ایک ایسا وجود ہو سکتا ہے جسکے ذریعے ایسا مذہب ترقی پکڑے جو انسانی فطرت کو اعلیٰ کرتا رہے اور جو ہر قسم کی ضروریات دنیوی و اخروی کو پورا کرے نیز الاعقل اور سائنس کے مطابق ہو یقیناً وہ دین اسلام ہے۔ اس تشریح کے مطابق جو [illegible] ام تمام اُمتوں کے موعود نے کی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں یورپی مصنفین

"ایشیا اور افریقہ کے لکھوکھا نومسلم جنھوں نے عرب کے مسلمانوں کی تعداد بڑھائی اور اُسکے رسول پر ایمان لانے میں فریفتہ ہوگئے اُن پر کچھ دباؤ نہ تھا فریفتگی کا باعث صرف اسلام کا نمایاں اصول تھا کہ کلمہ پڑھتے ہی رعیت یا غلام قیدی یا اسیر ایک لمحہ میں اپنے فاتح مسلمانوں کا ہمسر و آزاد بن گیا، اسلام کے علما اور فضلا کی بعض تقریروں اور تحریروں نے بھی اشاعت اسلام میں بڑا حصّہ لیا اور اسلامی تجار بھی اشاعت کے حصّہ دار ہیں۔" (ڈاکٹر ڈریپر) (گبن صفحہ ۲۹ جلد ۵)

"ہم کو یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ اسلام پر ایمان لانیوالے دنیا کے بہت بڑے حصّہ میں بطور واعظ مذاہب کے بہ نسبت عیسائی مذہب پر ایمان لانیوالوں کے زیادہ تر ہیں۔" (ایرک ٹیلر)

"حقیقت یہ ہے کہ اسلام بغیر زور شمشیر کے صرف ترغیب و فہمائش کے ذریعہ سے پھیلا، عیسائی مذہب اشاعت دین کی پوری ذمہ داری صرف پادریوں پر عائد کرتا ہے مگر اسلام کا ہر فرد اسلام کا مبلّغ اور تبلیغ کا ذمہ وار ہے۔" (ڈاکٹر گستاؤلی)

"چونکہ محمدؐ کو اپنی رسالت کا نہایت قوی یقین اور مضبوط اعتقاد تھا اس لئے اُن کی طرف سے اس دین کے موعظہ میں بڑی طاقت ظاہر ہوتی ہے اس میں شبہ نہیں کہ وہ اُن ذریعوں کو نیک نیّتی اور دیانتداری سے عمل میں لاتے تھے۔" (سر ولیم میور لائف آف محمدؐ جلد ۴ صفحہ ۳۷)

مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب "اپالوجی فور محمدؐ اینڈ قرآن" صفحہ ۱۳۴-۱۴۶ میں لکھتے ہیں:-

"مخالفین کہتے ہیں کہ محمدؐ نے اسلام کو خواہشات کی تکمیل کا آلہ بنایا تھا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ محمدؐ برائیوں سے مبرّا اور منزّہ تھے اس کا ثبوت محمدؐ کی زندگی کے ہر لمحہ سے ملتا ہے مگر خاص دلیل جسکی کوئی ردّ نہیں کر سکتا وہ عروج پا جانے اور ایک لامحدود طاقت کا مالک ہو جانے کے بعد اپنی پرانی اور قدیم سادگی کو بدستور قائم رکھنا ہے۔" (سر جان ڈیون پورٹ کی کتاب اپالوجی صفحہ ۱۳۴)

"عیسائیوں کو محض موعظت اور حکمت کا حکم ہے لیکن اسپر بھی وہ اُن لوگوں کو آگ اور تلوار سے تباہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے ہیں جو اُن کے مذہب پر نہیں ہوتے اسلام اور اُس کے بانی کی غیر معمولی زندگی اور تعلیمات کی سادگی اور غیر فطری احکام سے سبکدوشی یہ وجوہ اشاعت اسلام کے قوی سبب ہیں۔ صفحہ ۱۴۶"

"اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ محمدؐ نے اپنا دین بزور شمشیر پھیلایا یہ ایک اصولی غلطی ہے، تلوار درست ہے، مگر تلوار پاؤ گے کہاں، ہر جدید رائے جب شروع ہوتی ہے تو ایک ذات تک محدود ہوتی ہے اور لوگ اُسکی موافق بھی ہوتے ہیں اور مخالف بھی اب اگر یہ شخص تلوار اُٹھالے اور تلوار کے ذریعہ سے اپنے خیال کی اشاعت کرے تو کیا ہو سکتا ہے پہلے تلوار تو حاصل کرو۔ بالجملہ ہر ایک بات اُسی حد تک پھیل سکتی ہے جتنی اس میں طاقت ہو۔" (کارلائل)

"اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ نہیں حاصل کیا بلکہ اسلام کی انتہائی بے تکلفی، دوسروں کے جذبات کا انتہائی احترام، اپنے رفقاؤ متبعین کے ساتھ گہری دل بستگی، اللہ پر بھروسہ، اپنے مقصود حقیقی کی کامل تیاری، اسلام کی اشاعت کے حقیقی اسباب ہیں۔" (مہاتما گاندھی)

تعلیم نبوی

(۱) لا یقیمن احدکم الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ ٭
کسی کو اسکی جگہ سے اس لئے نہ اُٹھاؤ۔ کہ وہاں خود بیٹھو ٭

(۲) من السنۃ اذا جلس الرجل ان یخلع نعلیہ فیضعھما الیٰ جلنبہ ٭
یہ مسنون طریقہ ہے کہ آدمی بیٹھتے ہوئے جوتے ایک طرف اُتار کر رکھ دے ٭

(۳) انزلوا الناس منازلھم - ترجمہ۔ لوگوں سے اُن کی حیثیت کے موافق پیش آؤ ٭

(۴) انّ النبیّ صلعم قال لا یحل الرجل ان یفرق بین اثنین الا باذنھما ٭
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان بغیر اُنکی اجازت کے اپنے لئے جگہ کرے ٭

(۵) اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فھی امانۃ ترجمہ اگر کوئی شخص بات کر کے چلا جائے تو اسکی بات امانت ہے ٭

(۶) یکرہ ان یحد الرجل الیٰ اخیہ النظر ویتبعہ بصرہ اذا ولّی او لیسئلہ من این جئت و این تذھب
ایک شخص کا اپنے بھائی کی طرف گھورنا اور جاتے ہوئے اُسے تکتے رہنا، یہ دریافت کرنا کہ تم کہاں سے آئے ہو کہاں جا رہے ہو مکروہ ہے

(۷) یستأذن الرجل علی ابیہ واخیہ واختہ - ترجمہ آدمی کو باپ، بھائی، بہن سے اجازت لینی چاہیئے ٭

(۸) اذا اتی بابا یرید ان یستأذن لم یستقبلہ جاء یمینا او شمالا: فان اذن والا انصرف ٭
ترجمہ جب آدمی کسی دروازہ پر اجازت لینا چاہے، تو دروازہ کے سامنے نہ کھڑا ہو۔ بلکہ دائیں یا بائیں سے آئے۔ اگر اجازت ملے تو خیر ورنہ واپس ہو جائے ٭

(۹) من ملاء عینہ من قاعۃ بیت قبل ان یوذن لہ فقد فسق - ترجمہ، حضرت عمرؓ کہتے ہیں جس نے اجازت سے پہلے صحن میں جھانکا اُس نے فسق کیا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمونہ علم صرف بطرز جدید

عربی صرف میں کسی چیز یا اس کی صفت یا حالت کے نام کو اِسْم کہتے ہیں جیسے اَللّٰہُ خالق (خلق پیدا کرنیوالا) اور جس لفظ سے یہ سمجھا جائے کہ کچھ ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے یا ہوگا ۔۔۔ یا کچھ طلب کرتا ہے وہ فعل ہے جیسے کَتَبَ (لکھدیا) یَکْتُبُ لکھتا ہے یا لکھے گا اُکْتُبْ لکھ - پہلے کو ماضی دوسرے کو مُضارِع تیسرے کو اَمْر کہتے ہیں - اور جس لفظ سے الفاظ کے باہمی لگاؤ کلام (بات) میں معلوم ہوتے ہیں وہ حرف کہلاتے ہیں جیسے اٰمَنَ بِاللّٰہِ صرفی صرف اشتقاقی الفاظ کا بیان کرتے ہیں جو اسم یا فعل کو اشتقاق میں اصل جانتے ہیں (بیں جب دکو) اور فعلوں میں ماضی کو اور عربی میں فعل ماضی کے اصلی حرف تین ہی ہوتے ہیں کبھی چار بھی پہلی کو ثلاثی دوسری کو رباعی کہا جائیگا اور ہر ایک مُجرّد ہے جس میں صرف اصلی حرف ہوں جیسے - نَصَرَ (مدد کی) - دَحْرَجَ یا مزید جس میں حرف زائدہ بھی ہو جیسے اِنْتَصَرَ (شادیا) - تَدَحْرَجَ یاد رکھو ماضی مجرد ہو تو اس سے نکلے ہوئے سب الفاظ مجرد کہلائینگے اگر مزید ہے تو اس سے بنے ہوئے سب مَزِید قاعدہ (۱) ماضی معلوم ثلاثی مجرد - اصلی تین حرف لیکر پہلے اور تیسرے حرف کو زبر اور دوسرے کو زبر یا زیر یا پیش دیں جیسے نَصَرَ (مدد دی) عَلِمَ (جانا) کَرُمَ (بزرگ ہوا) یہ وزن یاد کر لو فَعَلَ فَعِلَ فَعُلَ آہ ؂

والد ماجد خاکسار حضرت مولانا امام الدین صاحب فیض (جو پچاس سال سے درس تدریس کا مشغلہ رکھتے ہیں) نے ایک مختصر - آسان - جامع رسالۂ صرف تالیف فرمایا ہے جسکا نمونہ مندرجہ بالا احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے - بارہا تجربہ کیا گیا ہے کہ اس طریق تعلیم و رسالہ کے پڑھنے سے ایک ماہ کے اندر اندر عربی جملوں کی ترکیب تعریف ابواب صیغوں کی شناخت سے طلب علم واقف ہو گیا ہے پس جو احباب قرآن مجید و احادیث نبوی کے معانی سے آگاہ ہونے کے لئے زبان عربی سے آگاہ ہونا چاہیں وہ اس رسالہ سے مدد لیں - شائقین اپنے اپنے نام اور پتے بھجوائیں تو اندازہ لگا کر یہ کتاب چھاپی جائے ؂ پتہ:- ابو اکمل مولوی امام الدین صاحب قادیان

تشحیذ کے فائل جنمیں نہایت علمی مضامین کا مجموعہ ہے - اور ۱۹۲۲ء سے ریویو آف ریلیجنز اردو کے فائل دفتر طبع و اشاعت سے آپ خرید سکتے ہیں - اس سے پہلے ریویو اردو فائل مکمل نہیں مل سکتے ایسا نہ ہو کہ پھر آپکو یہ بھی نہ ملیں ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیا لٹریچر

الاسماء الحسنیٰ اللہ

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور نے یہ رسالہ جس میں اللہ تعالےٰ کے صفاتی ناموں کی تفسیر از رُوئے احادیث ہے۔ نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر سُرخ دیدہ زیب چھپوائی سے شائع کی ہے صرف ۲ ر کے ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء

...پ کہانیاں

میاں سلطان احمد صاحب وجودی نے مفید و دلچسپ کہانیوں کا نہایت مفید سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس مجموعہ میں آخری سہارا۔ پڑوسی روٹی۔ ...ن سلوک کہانیاں ہیں۔ بچوں کے لئے بہت ہی مفید سلسلہ ہے۔ ۴ ر کے ٹکٹ بھیجکر مینیجر ...ظامیہ بکڈپو سے منگوالیں ◆

...مدی جنتری سنہ ۱۹۳۰ء

برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب نے حسب معمول جنتری سنہ ۱۹۳۰ء نکالی ہے اس جنتری میں تاریخوں کے علاوہ نہایت ہی جامع و مدلل مفید مضامین ہیں ٹائیٹل آرٹ پیپر کا تبلیغ اور مناظرے کا کام بھی اس سے لے سکتے ہیں فی جنتری ۲ ر عہ ر کی ۸ عدد ◆

کتاب گھر

برادر مکرم منشی فخر الدین صاحب ملتانی نے مفصلہ ذیل کتابیں چھپوائی ہیں (۱) تحفۃ النصاریٰ مؤلفہ چوہدری غلام احمد خاں صاحب ایڈوکیٹ ردّ عیسائیت میں بہترین و مدلل و جامع کتاب۔ ۷۰ صفحے حجم قیمت ایک روپیہ (عہ ر) (۲) احمدی ماں کی میٹھی لوریاں (نظم) ماسٹر اسلم صاحب قیمت ۱ ر (۳) الحجۃ البالغہ مصنفہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب قیمت ۴ ر (۴) کیلنڈر سنہ ۱۹۳۰ء۔ قیمت چار آنے (۵) فلسفہ فلاسفر مکمل (فلاسفر صاحب کے چٹکلے) قیمت ۳ ر (۶) کلمۃ الحق (مناظر اہل سُنّت و شیعہ) قیمت ۴ ر (۷) انذاری پیشگوئی دربارہ احمد بیگ قیمت ۳ ر (۸) ذکر الٰہی اور قبولیت دُعا کے طریقے دونو از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ جیبی تقطیع نہایت پیاری معلوم ہوتی ہے معارف کا خزانہ صرف ۵ ر میں بے جلد ◆

جذبات الحق

مولانا سید عبد الواحد صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ صوبہ بنگلہ نے اپنے احمدی ہونے کے ابتدائی واقعات نہایت دلچسپ سادہ پیرایہ میں لکھے ہیں نہایت مؤثر کتاب ہے باتوں باتوں میں بہت سے علمی مسائل کئے ہیں۔ قیمت ۶ ر محمد یامین تاجر کتب قادیان سے منگوائیے ◆

سکھ اور مسلمان

سکھ مسلم و اتحاد

جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان کے زور قلم کا نتیجہ دونو رسالوں کی قیمت ایک روپیہ (عہ ر) اعلیٰ کاغذ۔ ضرور منگوا کر اپنے سکھ دوستوں کو پڑھائیے ◆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر کلارسن صاحب کی

سخت امراض کی
مجرّب پیٹنٹ دوائیں

تارا ٹریڈ مارک رجسٹرڈ

فی شیشی ۱۲/	لال شربت	تین شیشیاں ۳ؔ/

بچّے و نوزائیدہ مستورات کے لئے اکسیر ہے

آپ اپنے لڑکے و لڑکیوں کو پلائیے۔ اس خون گاڑھا و جسم مضبوط ہوتا ہے۔ کف کھانسی۔ بدہضمی۔ سینہ کی کمزوری۔ اور درد بلا ین رفع ہوکر ہڈی سخت ہوتی ہے۔ بچّوں کی کمزوری اور اس سے پیدا ہونے والے طرح طرح کے امراض کے لئے لال شربت ہی ایک ایسی شیریں دوا ہے جو تمام جسمانی بیماریوں کو رفع کرکے تازہ خون و طاقت پیدا کرتی ہے۔

لال شربت بچّے اور نوزائیدہ مستورات کے لئے یکساں مفید ہے۔

قیمت فی شیشی ۱۲/ بارہ آنہ - محصولڈاک گیارہ آنہ ۱۱/

تین شیشی دو روپیہ تین آنہ ۳ؔ/ - محصولڈاک چودہ آنہ ۱۴/

بلاقیمت

لال شربت کا نمونہ اس کوپن کو کاٹکر پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ بھیجنے سے مفت بھیجا جائیگا۔

(صیغہ نمبر ۱۱۷)

جلدی امراض کی دوا

یہ دوا جلدی امراض کے لئے نہایت مفید ہے۔ جسم پر خواہ کیسی ہی خارش۔ چھاجن۔ ایگزیما وغیرہ کیوں نہ ہو اسکے استعمال سے رفع ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی بارہ آنہ ۱۲/ - محصولڈاک سات آنہ ۷/

تین شیشی دو روپیہ تین آنہ ۳ؔ/ محصولڈاک گیارہ آنہ ۱۱/

نوٹ:- ہماری دوائیں سب جگہ فروخت ہوتی ہیں۔ اس لئے اپنے مقام میں خریدنے سے وقت اور محصول ڈاک کی بچت ہوگی۔

(صیغہ نمبر ۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ - کلکتہ

ایجنٹ شیخ محمد وارث رحمت علی مرچنٹ - گورداسپور

ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپکر صدر انجمن احمدیہ کے لئے قادیان سے شائع کیا۔